عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۹ تا ۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۱۶

قادیانی مربّی احمد ہاریادی کا قبولِ اسلام

گلشن میں بھی ہوں نالۂ صحرا لیے ہوئے

لندن میں اسلام آباد؟

اتحاد و اتفاقِ اُمّت

وقت کی اہم ضرورت

جہاد، شہادت اور اس کا اجر

مسجد مشعر الحرام مزدلفہ کا ایک منظر

قیمت: ۵ روپے

حج و عمرہ جیسے مقدس اعمال کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہئے

س...... یہاں سعودیہ میں ہمارے گھروں میں وی سی آر پر مخرب اخلاق انڈین فلمیں بھی دیکھی جاتی ہیں اور ہر ماہ باقاعدگی سے عمرہ اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضری بھی دی جاتی ہے۔ کیا اس سے عمرہ و مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حاضری کی افادیت ختم نہیں ہوجاتی؟ لوگ عمرہ ثواب کی نیت سے اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی غرض سے جاتے ہیں۔ فلمیں دیکھنا برا بھی نہیں سمجھتے' عام خیال ہے کہ وطن سے دوری کی وجہ سے وقت کاٹنے کو دیکھتے ہیں اور یہاں تفریح کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے؟

ج...... عمرہ اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حاضری میں بھی لوگ اتنی غلطیاں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ' دین کے مسائل نہ کسی سے پوچھتے ہیں نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ جو شخص ٹی وی جیسی حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ کو اس کے حج و عمرہ کی کیا ضرورت ہے۔ ایک عارف کا قول۔

بطواف کعبہ رفتم زحرم ندا برآمد
کہ بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

ترجمہ: میں طواف کعبہ کو گیا تو حرم سے ندا آئی کہ تو نے باہر کیا کیا ہے' کہ دروازے کے اندر آتا ہے۔

لوگ خوب داڑھی منڈا کر روضہ اطہر پر جاتے ہیں اور ان کو ذرا بھی شرم نہیں آتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر شکل آپ کے دشمنوں جیسی بناتے ہیں۔ اس تحریر سے یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو حج و عمرہ نہیں کرنا چاہئے' بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مقدس اعمال کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھنا چاہئے۔ ایسے حج و عمرہ ہی پر پورا ثواب مرتب ہوتا ہے۔

مکہ والوں کے لئے طواف افضل ہے یا عمرہ؟

س...... مکۃ المکرمہ میں زیادہ طواف کرنا افضل ہے یا عمرہ جو کہ مسجد عائشہؓ سے احرام باندھ کر کیا جاتا ہے؟ کیونکہ ہمارے امام کا کہنا ہے طواف مکہ مکرمہ میں سب سے زیادہ افضل ہے اور دلیل بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا حکم ہے نہ کہ عمرہ کا۔ اس لئے مقیم مکہ مکرمہ کیلئے طواف افضل ہے عمرہ سے' اور ساتھ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر ضرور آنا چاہئے۔ پوچھنا ہے کیا یہ باتیں امام کی ٹھیک ہیں یا نہیں؟

ج...... زیادہ طواف کرنا افضل ہے مگر شرط یہ ہے کہ عمرہ کرنے پر جتنا وقت خرچ ہوتا ہے اتنا وقت یا اس سے زیادہ طواف پر خرچ کرے۔ ورنہ عمرہ کی جگہ ایک دو طواف کرلینے کو افضل نہیں کہا جاسکتا۔

جو لوگ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا قصد رکھتے ہیں ان کو ذوالحلیفہ سے (جو مدینہ شریف کی میقات ہے) احرام باندھنا لازم ہے اور ان کا احرام کے بغیر میقات سے گزرنا جائز نہیں اور اگر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا قصد نہیں بلکہ جدہ جانا چاہتے ہیں تو ان کے احرام باندھنے کا سوال ہی نہیں۔

محدود آمدنی میں لڑکیوں کی شادی سے قبل حج

س...... ایک شخص صاحب استطاعت ہے اور حج اس پر فرض ہے لیکن موصوف کی اولاد ہے کہ غیر شادی شدہ ہے جن میں ۲ لڑکیاں جوان ہیں رقم اتنی ہے کہ اگر حج ادا کرے تو کسی ایک لڑکی کی شادی بھی ممکن نظر نہیں آتی کیونکہ آجکل شادی بیاہ پر کم از کم تیس چالیس ہزار کا خرچہ ہوتا ہے ایسی صورت میں کوئی شخص جس کے یہ حالات ہوں کیا فرض ہوتا ہے' حج یا شادی؟

ج...... فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہو کہ یا وہ اپنی شادی کرسکتا ہے یا حج کرسکتا ہے تو اگر حج کے ایام ہوں تو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔ اسی سے اپنے مسئلہ کا جواب سمجھ لیجئے' اس سلسلہ میں دیگر علماء کرام سے بھی رجوع کرلیجئے۔

فریضہ حج اور بیوی کا مہر

س...... ایک دوست ہیں وہ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں' انہوں نے والدین سے اجازت لی ہے۔ مگر ان کے ذمہ بیوی کا مہر ۵۰۰۰۰ کا قرضہ ہے۔ کیا وہ بیوی سے اجازت لیں گے یا معاف کرائیں گے' کیونکہ ان کی بیوی پاکستان میں ہے اور وہ دوبئی میں ہیں۔ اب ان کا مہر کیسے معاف ہوگا؟

ج...... آپ کا دوست حج ضرور کرلے' بیوی سے مہر معاف کرانا حج کے لئے کوئی شرط نہیں۔

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۱۶ — ۹ تا ۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۲ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۹۷ء — قیمت: ۵ روپے

اس شمارے میں

- پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں ۳
- لندن میں اسلام آباد؟ .... (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- قادیانی مبلغ احمد بارپادی کا قبول اسلام ...... (محمد انور) ۸
- قادیانیت کیا ہے؟ .... (علامہ احسان الٰہی ظہیر) ۱۳
- قانون توہین رسالت، حقوق انسانی اور امریکی مداخلت (محمد عطاء اللہ صدیقی) ۱۶
- مرزا غلام احمد قادیانی کے ۹۰ شاہکار جھوٹ ..... (مولانا عبداللطیف مسعود) ۱۹
- اتفاق و اتحاد امت ..... وقت کی اہم ضرورت .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) ۲۰
- جہاد، شہادت اور اس کا اجر .... (مولانا محمد علی صدیقی) ۲۳
- گلشن میں بھی ہوں نالہ صحرا لئے ہوئے ..... (حکیم محمد اختر) ۲۷

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینیجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE#171-737-8199.

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کردیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات	۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک	۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷۰ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ میزینٹہ لاؤنج کراچی

اداریہ

۳.....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت سنبھالتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں گویا بجلی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولوالعزم اور فعال طبیعت نے فوری طور پر جماعت کو فعال بنانے کے لئے جماعت میں نیا خون دوڑا دیا اور موجودہ دور کے مطابق شخصیات کا چناؤ شروع کر دیا۔ سب سے پہلے آپ نے مرکزی دفتر کی ایک بڑی عمارت قائم کر کے شعبہ تحقیق و تصنیف کو از سر نو منظم کیا اور محدث العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدھم کو اس کا نگراں مقرر فرمایا۔ نائب امیر کے لئے شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کو اپنی معاونت کے لئے مقرر فرمایا' مولانا مفتی احمد الرحمان' مولانا عزیز الرحمان جالندھری اور دیگر کئی لوگوں کی ایک مضبوط ٹیم تشکیل دی۔ سعودی عرب اور بیرون ممالک اپنے شاگردوں کو اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ غرض پوری جماعت جیسے فوری طور پر ایک بڑے کام کے لئے تیار کی جا رہی تھی۔ اور کسی آزمائش کے لئے اہل اللہ کو جمع کیا جا رہا تھا۔

ادھر قادیانی گروہ نے بھی اپنے پر پرزے دوبارہ نکالنے شروع کر دیئے تھے' بھٹو حکومت اور اپنے فوجی افسران کے حوالے سے وہ کوئی بڑی کارروائی کرنے کا پروگرام تشکیل دے رہے تھے۔ مسلمانوں کے خلاف کام کرنے اور پاکستان کی حیثیت کو تبدیل کرنے کے لئے ان کو بھٹو دور کی فضا سازگار نظر آ رہی تھی۔ بین الاقوامی طور پر بھی پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کے لئے دباؤ تھا اور قادیانیوں کی مکمل حمایت مغربی ممالک کی طرف سے کی جا رہی تھی۔ قادیانیوں نے ریہرسل کا پروگرام ترتیب دیا۔ نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پکنک پر سوات جانے کے لئے بکنگ کرانے گئے۔ خیبر میل میں ان کو بکنگ نہیں ملی مجبوراً" چناب ایکسپریس کے ذریعہ بکنگ کرائی گئی ملتان سے روانہ ہوئے۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچے تو کچھ لڑکے کھانے پینے کی چیزیں دیکھنے اور اسٹیشن کی سیر کرنے کے لئے ربوہ اسٹیشن پر اتر گئے۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر کچھ قادیانی مسلمانوں کو اپنا لٹریچر تقسیم کر رہے تھے اور تبلیغ کر رہے تھے نوجوان طلباء کا اس طرح کھلے عام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں جھوٹے نبی کی تبلیغ پاکستان جیسے ملک میں دیکھ کر خون کھول اٹھا اور انہوں نے قادیانیوں کو اس طرح لٹریچر تقسیم کرنے سے منع کیا جس پر قادیانیوں اور طلباء کے درمیان تو تو میں میں شروع ہو گئی۔ کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کرایا اور ایک دوسرے سے الگ کیا طلباء ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے واپس ہوئے اور ریل چل پڑی۔ طلباء اطمینان سے اپنی سیر و تفریح میں مشغول ہو گئے۔ لیکن قادیانیوں کے لئے یہ بہت بڑی بات تھی کہ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا کر طلباء نے قادیانیوں کے ایوانوں کو لرزا دیا تھا۔ وہ سوچنے لگے کہ آج ربوہ اسٹیشن پر یہ واقع ہوا۔ کیا ربوہ شہر میں بھی اس طرح کا واقعہ ہو سکتا ہے اس لئے ابتدا ہی سے سدباب ہونا چاہئے۔ اس وقت قادیانیوں کی غنڈہ فورس (مسلح) کی سربراہی مرزا طاہر کے ہاتھ میں تھی اور باپ دادا کی طرح وہ بھی پاکستان کو اپنی جاگیر سمجھتا تھا فوراً" اس نے اپنے غنڈوں کو جمع کیا۔ ملتان اور چنڈی مخبر روانہ کئے گئے۔ واپسی پر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ان طلباء کو سبق سکھانے کا انتظام کر لیا گیا۔ ایک ہزار کے قریب قادیانی غنڈہ فورس کے لڑکے لاٹھیوں۔ بیلچوں۔ ہاکیوں اور سریوں سے مسلح ہو کر اسٹیشن کے باہر گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ چند مخبر مختلف اسٹیشنوں پر مختلف بہانوں سے طلباء کی بوگی میں سوار ہونے لگے۔ ربوہ اسٹیشن سے باہر ہی ان مخبروں نے بوگی کے دروازے کھول کر نشاندہی کی اور ایسا معلوم ہوا جیسے ربوہ ریلوے اسٹیشن کے اردگرد کی زمین نے بندے اگلنے شروع کر دیئے۔ سب کا رخ طلباء کی بوگی کی طرف تھا اکثر طلباء سوئے ہوئے تھے اچانک ان نہتے طلباء پر حملہ کر دیا گیا۔ اتنا مارا اتنا مارا کہ اکثر طلباء ادھ موئے ہو گئے۔ ربوہ اسٹیشن کے عملے نے گاڑی کو چند منٹ زیادہ ٹھہرایا تاکہ قادیانیوں کے انتقام کی آگ کو سرد کرنے کا انتظام کیا جا سکے۔ خدا خدا کر کے بڑی مشکل سے گاڑی روانہ ہوئی۔ کسی نے فیصل آباد ٹیلی فون کر کے اطلاع دے دی۔ آناً فاناً فیصل آباد اسٹیشن پر مسلمان طلباء کی خبر گیری کے لئے لوگ جمع ہو گئے مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے حالات کو سنبھالا۔ طلباء کو ہسپتال پہنچوایا۔ اس طرح طلباء کی جان تو بچ گئی لیکن اس اشتعال انگیز

کارروائی پر پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ شروع ہوا۔ غنڈوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا اُدھر قادیانیوں نے بھی شرارت کا آغاز کردیا۔ حنیف رامے وغیرہ قادیانیوں کی حمایت پر مٹ گئے۔ حکومت نے تحریک دبانے کی کوشش شروع کردی۔ اُدھر جانشین انور شاہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے امت کو جمع کردیا تکوینی طور پر حزب اختلاف کی سربراہی مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین کے ساتھ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اور شاہ احمد نورانی' مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا معین الدین لکھویؒ مولانا احمد رضوی' مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' مولانا عبدالحکیم' شیخ المشائخ خواجہ خان محمد (موجودہ امیر مرکزیہ) وغیر ھم کو جمع کیا مفکر اسلام مفتی محمودؒ کی تجویز پر حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کا اجلاس بلایا گیا' مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا' اور تمام ترلی اور سیاسی جماعتوں کو اس میں شامل کرکے متفقہ طور پر مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا امیر منتخب کرلیا گیا۔ اور تحریک کو پورے ملک پاکستان میں منظم کردیا گیا۔ اب مولانا بنوری رحمۃ

اللہ کے قافلے میں ایک طرف علماء کرام اور مشائخ عظام تھے تو دوسری طرف خان عبدالولی خان' سردار شیر باز مزاری' پروفیسر غفور احمد' خاکسار محمد اشرف جان' پیر پگارا' نواب زادہ نصراللہ خان' چودھری ظہور الٰہی' غوث بخش بزنجو' جیسے سیاسی زعماء بھی شامل تھے۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ پر اس وقت ایک عجیب کیفیت اور ایک خاص روحانی جذبہ تھا۔ چہرے کی دمک اور نورانیت میں اضافہ ہوگیا تھا۔ بقول مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی

"ایک دفعہ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو فرمایا "مفتی صاحب دعاء کریں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی لاج رکھ لے اور ہم غریبوں کی محنت کو رائیگاں نہ کرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا معاملہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری طرف سے تشدد نہ ہو تاکہ ہم مظلوم ہوں کیونکہ مظلوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امداد ہوتی ہے"۔

امام اہلسنت مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

"تحریک ختم نبوت میں حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوز و گداز کی کیفیت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا تھا۔ ہر مجلس میں آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ فرماتے بہت بڑی آزمائش میں ہیں اللہ خود ہمیں سرخرو فرمائے"۔ بڑے بڑے اکابرین کے دور میں یہ مسئلہ حل نہ ہوسکا اخبارات میں بڑے بڑے بیانات دیکھ کر استغفار پڑھتے اور فرماتے کسی عجب اور ریاکاری میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ رات کو اٹھ کر بہت دیر تک اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے۔ ایک ایک بزرگ سے دعاؤں کی درخواست کرتے۔ ایک ایک مسئلہ پر احباب اور علماء کرام سے طویل مشاورت کرتے۔ آخری دنوں میں مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب سے فرمایا۔ مفتی صاحب جان کے نذرانہ لے کر جارہے ہیں یا یہ مسئلہ ہوگیا یا بنوری شہید ہوگیا۔ یہ مدرسہ آپ کے ذمہ' ہم کفن ساتھ لے کر جارہے ہیں۔ میں نے بھٹو کو کہدیا ہے کہ یہ مسئلہ حل کرنا ہوگا۔

کراچی سے خیبر تک ایک ایک صوبہ اور شہر میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جانثاران ختم نبوت۔ لشکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قافلہ انور شاہؒ رضاکاران امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرزندان اسلام توحید کے متوالوں مجاہدین ختم نبوت کو منظم کرکے تحریک کے حق میں پرامن احتجاج کے لئے تیار کرلیا۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ تحریک ختم نبوت ۷۴ء کا دائرہ کار تحریک ختم نبوت ۵۳ سے بہت زیادہ تھا۔ اور ۷۴ء کے حکمران ۵۳ء کے حکمرانوں سے زیادہ ظالم اور فرعون تھے لیکن تائید خداوندی اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت عملی سے تحریک نہ صرف تشدد سے دور رہی بلکہ جانی اور مالی نقصانات بھی نہ ہونے کے برابر رہے۔ لوگوں نے جانشین کشمیری رحمۃ اللہ کی آواز پر دیوانہ وار لبیک کہا اور اپنی جان و مال عزت و آبرو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر قربان کرنے کے لئے وقف کردی۔ قوم کا ایسا اتفاق ۴۷ء کے بعد پہلی مرتبہ دیکھنے میں آیا تھا اور یہ سب برکت نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ کے اخلاص و للہیت کی تھی۔ نام و نمود شہرت و عزت حب جاہ اور حب مال سے بالاتر اس عظیم شخصیت کی نگاہ میں ایک ہی چیز کی رفعت تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کا بول بالا ہو پاکستان کو قادیانیت کی شرانگیزی سے بچایا جائے اور جانثاران ختم نبوت کی جانوں کی حفاظت کی جائے۔

لندن میں اسلام آباد؟

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اخباری اطلاع کے مطابق قادیانیوں نے انگلینڈ میں "بے سرے" کے مقام پر ۲۵ ایکڑ زمین خرید کر اس کا نام "اسلام آباد" رکھا ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے وہاں قادیانیوں کے جلسہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اور یہ صورتحال افسوسناک ہے' مرزا طاہر احمد نے اپنے پانچ گھنٹہ کے مسلسل خطاب میں دھمکی دی کہ اگر پاکستان میں قادیانی جماعت پر ظلم وستم بند نہ ہوا تو وہاں بھی افغانستان جیسے حالات پیدا ہوسکتے ہیں۔ مرزا طاہر احمد نے مسلمانوں کو چیلنج کیا کہ اگر وہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ زندہ کردیں تو وہ اور ان کی جماعت حضرت عیسیٰ سے بیعت کرلیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہوا بھی تو قادیانی جماعت کے مخالفین اپنی روایت کے تحت حضرت عیسیٰ کی بھی مخالفت کریں گے۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت مودودیت پر خصوصی نوازشات کررہی ہے۔

(اخبار جنگ کراچی ۹ اپریل ۱۹۸۵ء)

اخباری نمائندوں نے مرزا طاہر احمد کی پانچ گھنٹہ کی تقریر کا جو خلاصہ نقل کیا ہے اس میں قادیانیت کی روح نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

اول' مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے پاکستان کے دارالحکومت "اسلام آباد" کے مقابلے میں "قادیانی اسلام آباد" بسانے کا منصوبہ....... قادیانی اگر چاہتے تو اپنے مذہبی دارالحکومت کا کوئی اور نام بھی رکھ سکتے تھے' لیکن روز اول سے ان کی تکنیک یہ رہی ہے کہ ہر چیز میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے مثلاً:

۱..... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو (نعوذباللہ) محمد رسول اللہ کی حیثیت سے کھڑا کیا گیا...... اور مسلمانوں کے جگر چھلنی کرنے کے لئے اس قادیانی محمد رسول اللہ کو رحمۃ للعالمین' فخر اولین و آخرین' افضل الرسل' صاحب کوثر' صاحب معراج' صاحب لولاک وغیرہ کے القاب دیئے گئے۔ اور دعویٰ کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کے ہاتھ پر بیعت لینے کا عہد لیا گیا۔

۲..... امہات المومنین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی بیوی کو "ام المومنین" کا خطاب دیا گیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

۳..... خلفائے راشدین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے جانشینوں کو "خلیفہ" اور "امیر المومنین" کے خطاب سے نوازا گیا۔

۴..... مکہ و مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو "حرم" اور "دارالامان" کہا گیا۔

۵..... شریعت محمدیہ کے مقابلہ میں مرزا کی وحی اور تجدید کردہ شریعت کو مدار نجات قرار دیا گیا۔

۶..... "رسول مدنی" کے مقابلہ میں "رسول قدنی" کی اصطلاح جاری کی گئی۔

۷..... گنبد خضراء کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی قبر کو گنبد بیضاء کا نام دیا گیا۔

۸..... حد یہ ہے کہ اسلامی مہینوں کے مقابلہ میں نئے قادیانی مہینے رائج کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

البتہ اب تک مسلمانوں کے اسلام آباد کے مقابلہ میں قادیانی اسلام آباد کی کسر باقی تھی۔ اس لئے قادیانیوں نے اپنے سفید آقاؤں کی آغوش میں بیٹھ کر یہ کسر بھی نکال لی۔ اس سے ہماری حکومت اور پاکستانی عوام کو کم از کم علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے اس قول کا یقین ضرور آجائے گا کہ:

"قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں"

اپنی فرضی مظلومیت کا جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا بھی قادیانیوں کی خاص عادت ہے جو لوگ قادیان میں ایک فرضی "محمد رسول اللہ" کھڑا کرنے سے نہیں شرماتے ان کو خلاف واقعہ غلط پروپیگنڈہ کرنے سے کیا عار ہوسکتی ہے' قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر جب سے ملک سے فرار ہوا ہے وہ مسلسل پاکستان کے خلاف زہر اگلنے میں مصروف ہے۔ اس کی تقریروں کی کیسٹیں پاکستان میں درآمد کی جاتی ہیں۔ اور قادیانی حلقوں میں کھلے بندوں تقسیم کی جاتی ہیں۔ یہ کیسٹیں صدر مملکت اور اعلیٰ حکام تک پہنچائی جاچکی ہیں۔ اور اخبارات میں بھی چھپ چکی ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے حکومت کی طرف سے ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ اور نہ پاکستان کے خلاف نفرت و بغاوت پھیلانے کے جرم میں کسی قادیانی سے باز پرس کی گئی ہے بلکہ اس کے برعکس قادیانی اونچے اونچے مناصب پر بدستور براجمان ہیں۔ وہ اپنے ماتحت مسلمانوں کو اپنا لٹریچر تقسیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں جہاں

کوئی بڑا افسر قادیانی ہے' وہ اپنے ہم مذہب افراد کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتا ہے' مسلمان ان کے ہاتھوں حیران و پریشان ہیں پاکستان کے سائنسی مرکز میں جو پاکستان کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانیوں کی کھیپ کی کھیپ موجود ہے۔ پورے ملک کی ملازمتوں کا اگر سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قادیانی ہر جگہ موٹے موٹے عہدوں پر مسلط ہیں۔ اور اپنے کوٹے سے سوگنا زیادہ حصے پر قابض ہیں۔ یہ ہے قادیانیوں کی وہ مظلومیت جس کا ڈھنڈورا مرزا طاہر احمد بیرون ملک پیٹ رہا ہے۔

مرزا طاہر کی یہ دھمکی کہ پاکستان میں افغانستان جیسے حالات پیدا کئے جاسکتے ہیں صریح طور پر پاکستان کے خلاف اعلان بغاوت ہے اور اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا طاہر پاکستان کے خلاف ملحد اور لادین طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ملحد اور کمیونسٹ قسم کے لوگ مرزائیوں کی حمایت میں بیانات جاری کر رہے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر

یعنی "اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و نفرت کا اظہار وہ اپنے منہ سے کرنے لگے ہیں' اور ان کے سینوں میں غیظ و غضب کی جو بھٹی سلگ رہی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے"

یہ قادیانیوں کی اندرونی کیفیت کا کل نقشہ ہے وہ (خاکم بدہن) اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا چاہتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیانیوں کا یہ خواب انشاء اللہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ لیکن ہم حکومت سے اور پاکستان کے مسلمانوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے جو لوگ پاکستان میں رہ کر پاکستان کے باغی مرزا طاہر کی اطاعت پر یقین رکھتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہونا چاہئے؟ قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف زہر اگلنے اور دھمکیاں دینے کے باوجود کس طرح لائق اعتماد سمجھا جاسکتا ہے؟ اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا ہماری حکومت قادیانیوں کی طرف اس وقت متوجہ ہوگی جب وہ یہاں (خاکم بدہن) افغانستان جیسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہماری حکومت اور ہمارا دانشور طبقہ قادیانیوں کے عزائم و مقاصد کا نوٹس لے؟

مرزا طاہر احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ اس یہودیانہ بغض و عداوت کا شاخسانہ ہے جو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے' یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کردیا۔ ٹھیک قتل عیسیٰ کا یہی دعویٰ مرزا قادیانی کو بھی ہے کہ:

"میرا وجود ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لئے ہے۔"

(ملفوظات ص ۶۰ جلد دوم)

جس طرح یہود قتل عیسیٰ کا جھوٹا دعویٰ کرکے ملعون و کافر ہوئے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی عیسیٰ علیہ اسلام کو مارنے کا دعویٰ کرکے کافر و ملعون ہوا۔ جس طرح یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے محروم رہے اسی طرح قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور ثانی پر ایمان لانے سے انکار کردیا۔ جس طرح یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے "المسیح الدجال" کو مسیح مان لیا۔ اسی طرح قادیانی نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ایک "لااعور الدجال" کو مسیح مان کر خوش ہوگئے۔ الغرض عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں قادیانی ٹھیک یہودیوں کے نقش قدم پر ہیں۔ جس طرح یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ہوگی' بلکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔ اسی طرح قادیانیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی کبھی توفیق نہیں ہوگی اور وہ بھی یہودیوں کے زمرے میں شامل ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی افواج کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قادیانی یہودی فتنہ سے محفوظ رکھے۔ بحرمتہ نبی الکریم سیدنا و مولانا محمد النبی الامی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

قطعہ

نام سے انؐ کے زیادہ جان بھی پیاری نہیں
میرا دین و مذہب و مسلک ریا کاری نہیں
میں رہوں خاموش توہین رسالتؐ پر اگر
بے حسی' بے غیرتی ہے یہ' رواداری نہیں

عبدالحق تمنا

انٹرویو: محمد انور

قادیانی مربی

احمد ہاریادی کا قبول اسلام

بارہویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں انڈونیشیا کے قادیانی مربی احمد ہاریادی نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے موصوف کی سعادت مندی پر انہیں مبارکباد دی' موصوف سے جناب محمد انور صاحب نے ۱۴ اگست ۱۹۹۷ء کو لندن میں انٹرویو لیا جبکہ مولانا سعید احمد جلال پوری نے معاونت کی' انٹرویو شائع کر رہے ہیں (ادارہ)

تعارف

نام: احمد ہاریادی

انڈونیشیا کے شہر کدیری جو شرقی جاوا کا شہر ہے میں ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی مسلمان تھے' کدیری میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کیلئے شرقی جاوا کے مرکزی شہر سرابیا کا سفر کیا ۱۹۷۱ء میں وہاں بشیر کن نامی ایک قادیانی سے ملاقات ہوئی جو اصلاً" پاکستانی ہے۔ مگر اب انڈونیشیا کا رہائشی ہے' اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب پڑھنے کیلئے دیں دینی معلومات نہ ہونے اور دین کی طرف میلان کے باعث اس کی باتوں کو ہی دین سمجھا اور کسی قدر متاثر ہونا شروع ہوا رفتہ رفتہ قربت بڑھتی گئی تا آنکہ دسمبر ۱۹۷۳ء میں اس نے نہایت عیاری سے مجھ سے قادیانیت کی بیعت کا فارم پر کرایا اور میں نے بنڈونگ کے مربی میاں عبدالحی جو کہ پاکستان سے متعین تھے کے ہاتھ پر بیعت کر کے باقاعدہ قادیانی سلسلہ میں داخل ہو گیا۔ اور میری تربیت شروع ہو گئی اور ایک ہفتہ بعد جکارتہ میں خدام الاحمدیہ کا معلوماتی مقابلہ ہوا جس میں ملک بھر کے قادیانی نوجوان شامل ہوئے اس میں مجھے بھی بطور خاص شریک کیا گیا اور میں اس مقابلہ میں اول آیا اور مجھے بہت سارے انعامات سے نواز کر میری حوصلہ افزائی کی گئی اس کے بعد میری معلومات اور قادیانیت سے دلچسپی کے باعث قادیانی مبلغین اور مربیوں نے ربوہ میں قادیانی مبلغ کے کورس کیلئے بھیجنے کی ترغیب دی اور کوشش کی مگر انہی دنوں ربوہ اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے مسلمان طلبہ پر ختم نبوت زندہ باد کے نعرہ کی پاداش میں قادیانیوں کی جانب سے تشدد کا واقعہ رونما ہوا اور ۱۹۷۴ء کی تحریک شروع ہو گئی جس کے باعث میں' پاکستان میں مربی کے کورس کیلئے نہ جا سکا بہرحال میں نے اپنے شوق سے قادیانیت کی اچھی خاصی معلومات حاصل کرلی تھیں۔ چنانچہ میں مقامی علماء کے پاس جا جا کر بحث و مناظرے کرتا رہا ظاہر ہے ان علماء کو قادیانی دجل و فریب سے چنداں واقفیت نہیں تھی اور میں بہرحال قادیانی لٹریچر ازبر کر چکا تھا اس لئے مجھ سے کوئی جیت نہ سکتا تھا حتیٰ کہ انڈونیشیا کے بہت بڑے عالم اور مفسر جناب علامہ حاجی عبدالمالک کریم اسراللہ المعروف ہلمکا سے میں جا الجھا اور انہیں بھی اپنے خیال میں لاجواب کر دیا۔

اگست ۱۹۷۵ء میں مجھے قادیان اور ربوہ کا سفر کئے بغیر اطلاع دی گئی کہ تمہیں صومالیہ کے جزیرہ سوماترا کا مبلغ بنا دیا گیا ہے' چنانچہ میں مبلغ بن کر صومالیہ چلا گیا اور ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک میں وہاں کا مبلغ اور مربی رہا اور اس کے بعد مجھے صومالیہ سے جکارتہ کا مبلغ بنا دیا گیا اسی اثناء میں مجھے بشیر الدین محمود کے ترجمہ قرآن کو عربی سے انڈونیشی زبان میں منتقل کرنے والی تحقیقی کمیٹی کا رکن بنا دیا گیا پھر جکارتہ میں ہی تھا کہ ۱۹۷۹ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مجھے ربوہ پاکستان اور پھر قادیان بھیجا گیا' جہاں میں نے قادیان اور ربوہ میں بہشتی مقبرہ دیکھا اور میں مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اپنی عقیدت کے پیش نظر خوب رویا' اس کے بعد میں جکارتہ آ گیا تین سال وہاں متعین رہنے کے بعد مجھے شرقی جاوا کے جزیرہ بالی میں مربی مقرر کیا گیا وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے چھ ماہ تک وہاں رکھا گیا یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے اس کے بعد مجھے جزیرہ لمبنو کا مربی بنایا گیا۔ یہ جزیرہ بالی کی شرقی جانب ہے جس میں سو فیصد مسلمان آباد ہیں اس جزیرہ میں میرا تقریباً" ۷۰ علماء سے تین مسائل میں مناظرہ ہوا یعنی یہ کہ:

(۱) حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام

(۲) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے؟

(۳) کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مہدی و مسیح موعود میں سچا تھا یا نہیں؟

ان علماء کو میں نے مناظرہ کے بعد ایک خط کے ذریعہ دعوت مباہلہ دی میرا وہ خط میرے اس رسالہ کے صفحہ ۴۰ پر درج ہے جس میں، میں نے قادیانیت قبول کرنے اور چھوڑنے کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔

بہرحال وہاں کے مقامی علماء اس فتنہ سے کما حقہ واقفیت نہ رکھنے کی بناء پر مباہلے کیلئے تیار نہ ہوئے ایک سال تک یہی سلسلہ جاری رہا اسی اثناء میں حاجی عرفان نامی ایک عالم سے ملاقات ہوئی جس سے مناظرہ ہوا اور پھر میں نے اس کو بھی دعوت مباہلہ دی اور کہا کہ مرزا غلام احمد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے وہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا یا جھوٹا؟ حاجی عرفان صاحب نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی سو فیصد جھوٹا، دجال، کذاب اور مرتد تھا میں نے ان سے کہا کیا آپ سو فیصد اعتقاد رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں مجھے سو فیصد یقین ہے۔ اس پر میں نے کہا آپ اس پر حلف اٹھائیں، بہرحال چونکہ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوؤں میں سچا ہے اس لئے میں نے حلف اٹھایا اور کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تمام دعوؤں میں سچا تھا اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر تین مہینے کے اندر، اندر ایسا عذاب نازل کرے جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔

اس پر حاجی عرفان صاحب نے یہ قسم اٹھائی کہ اگر میں اپنے اعتقاد میں جھوٹا ہوں تو تین مہینے کے اندر اندر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب نازل ہو جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اسی کے ساتھ میں نے حاجی عرفان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اگر تین مہینے کے اندر اندر تجھ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہوا تو آپ میری گردن کاٹ سکتے ہیں، اس پر میری اور ان کے حلف کی تحریر تیار کی گئی اور دونوں کے دستخط لئے گئے اور اس مباہلہ کی تقریباً چار ہزار فوٹو اسٹیٹ تیار کی گئی یہ چودہ جولائی ۱۹۸۳ء کا قصہ ہے اس کے ایک دن بعد یعنی ۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء کو میں نے مرزا طاہر احمد کو خط لکھا اور اس میں، میں نے حاجی عرفان سے اپنے مباہلہ کی روئیداد لکھی اور مباہلہ پر مبنی تحریر کا فوٹو بھی اپنے خط میں بھیج دیا۔ اس پر مرزا طاہر نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام پر مضبوطی عطا فرمائے اور صراط مستقیم عطا فرمائے اور برائیوں سے بچائے اس سے میرا عقیدہ اور اعتقاد اور مضبوط ہو گیا کہ خلیفہ صاحب نے میرے لئے دعا فرمائی ہے میں ضرور کامیاب ہوں گا اور میرا دشمن تین ماہ کے اندر اندر ہلاک ہو گا بہرحال میں نے اس خط کے بعد اٹھتے، بیٹھتے، سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ سے خوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

RABWAH
4 Zahur 1362,
4 August 1983.

Dear Ahmad Hariadi Al Pancery,

Assalamo Alaikum.

Thank you for your detailed letter of the 15th July, 1983/Wafa 1362.

May Allah bless you with His eternal favour and grant you the best of this life and of the life to come.

May He further strengthen your faith in Islam and charge you with renewed vigour and determination to serve His cause.

May Allah guide you to the right path and guard you against all evil. Ameen.

Yours Sincerely,

(MIRZA TAHIR AHMAD)
Khalifatul Masih IV

8 AUG 1983

Mr. Ahmad Hariade,
Indonesia.

احمد ہاریادی نے جب حاجی عرفان کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اس کی تفصیل مرزا طاہر کو ملی اس پر مرزا طاہر نے ان کو جوابی خط لکھا جو یہ ہے۔

دعا مانگی کہ یا اللہ حاجی عرفان عذاب میں مبتلا ہوجائے اور میں کامیاب ہوجاؤں اس کے علاوہ میں نے اپنے معتقدین سے کہا کہ تم اس مباہلہ کی کامیابی کیلئے صدقہ کے بکرے ذبح کرو۔ چنانچہ اس قادیانی مرکز جس میں' میں رہتا تھا' بکرے ذبح کئے گئے اور رو' رو کر دعا مانگی گئی میں رات کو تہجد میں خوب دعا کرتا اور یہ بھی کہتا اے مقلب القلوب آپ حاجی عرفان کا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف دل پھیر دیں ورنہ اسے عذاب میں مبتلا کردے تاکہ میرا دل مطمئن ہوجائے' چونکہ اس وقت مرزائی تعلیمات کا مجھ پر خوب اثر تھا اس لئے اپنی ہدایت کے بجائے مخالف کی ہلاکت کی دعا مانگتا رہا تین ماہ گزرنے سے ایک ہفتہ قبل پولیس نے مجھے گرفتار کرلیا اور پولیس اسٹیشن لے جاکر مجھے میری وہ تحریر دکھائی جس میں' میں نے لکھا تھا کہ اگر میں جھوٹا ثابت ہوں تو میری گردن کاٹ دی جائے اور کہا کہ یہ تیری تحریر ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اسی طرح حاجی عرفان سے کہا کہ اگر احمد ہاریادی غائب ہوگیا یا اسے قتل کیا گیا تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔

اسی اثناء میں تین ماہ پورے ہوگئے تو میں نے ایک ایسے قادیانی سے جو حاجی عرفان کا پڑوسی تھا اس سے پوچھا کہ حاجی عرفان کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا وہ بالکل ٹھیک ہے میں نے ابھی ابھی دیکھا ہے کہ وہ اپنے گھر کے سامنے اپنے شاگردوں کے ساتھ باتیں کررہا تھا' اس پر میرے دل میں خیال آیا کہ ایسے کیوں ہوا؟ میں غلطی پر ہوں یا مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی غلط تھی کیونکہ مرزا صاحب کا الہام ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میں اسکو ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کرے گا" اس وعدہ الٰہی کے باوجود مرزا صاحب کے اس دشمن کو اللہ تعالیٰ نے آخر کیوں ہلاک نہیں کیا؟ چنانچہ رفتہ رفتہ میرے دل میں قادیانیت کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے اور آہستہ آہستہ میرے دل سے قادیانیت نکلنے لگی' پہلے اس کی حقانیت پر سو فیصد یقین تھا تو اب اسی فیصد پھر پچاس فیصد تک رہ گیا۔ جب میرے مغلوب ہونے کی اطلاع قادیانی مرکز کو ہوئی تو مرکز کی جانب سے مجھے کہا گیا کہ تم جزیرہ لمبو سے جزیرہ مالی کی طرف چلے جاؤ مگر میں نے قادیانی مرکز کی بات ماننے سے انکار کردیا اور میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الی حضرة خليفة المسيح الرابع الكذاب. طاهر أحمد بلندن

١. بناء على الكتاب الذي ألفته بعنوان "لماذا تركت الأحمدية القاديانية" تحديتك فيه للمباهلة معي

٢. بناء على خطب الجمعة التي ألقيتها بتاريخ ٣ يونيو ١٩٨٨، ١٠ يونيو ١٩٨٨م و ١ يوليو ١٩٨٨م. في "مسجد الفضل. لندن" ففيها ذكرت أنك على استعداد بل تحديت علماء العالم الاسلامي للمباهلة. وبهذه المناسبة كتبت "نص المباهلة" وارسلته الى علماء العالم الاسلامي خصوصا علماء باكستان وكذالك أرسلته الى أحمد هاريادي تهدف بذالك الى توقيع ذالك النص للطرفين المعني

انجام آتھم

٣. بناء على كتاب ألفه ميرزا غلام أحمد بعنوان "انجام آتھم" صفحة ٦٥-٦٦ ذكر فيه أن نص المباهلة بعد التوقيع عليه من كل الطرفين ففي مدة لا تقل عن سنة واحدة، ستصيب لعنة الله الطرف الكذاب

٤. وكان ميرزا غلام أحمد كثيرا ما تحدى الأشخاص بعقد ليس ساعة للمباهلة

على أساس تلك النقاط الأربع أرفق لك نص المباهلة الموجز للتوقيع عليه فورا حيث يعرف في الجرائد حتى يعرف العالم حقيقة الأمر
أدعوك للتوقيع على ذالك النص فورا وأحذرك أن لا تغشني في ... (ولا تكن مثل الغشاش)
إذا انتهيت من التوقيع فأرسل الى ... نص المباهلة ... أمكن
أن تأتي الى ... للاجراء المؤتمر الصحفي ... استعلن بالموضوع علنا
بأن تذاكر الذهاب والإياب على حسابنا. أو نحن نأتي الى مقرك في لندن
لنفس الموضوع
وأنا في انتظار ردك وأرجو أن لا تتراجع عن قسمك

اندونيسيا ١٧ محرم ١٤١٠
٢٠ اغسطس ١٩٨٩

والسلام، الفقير الى الله

احمد هاريادي
مبلغ الأحمدية القاديانية السابق

احمد ہاریادی کا مرزا طاہر کے نام مباہلہ کا خط

نے جزیرہ لمبنو کو نہیں چھوڑا اور میں حاجی عرفان صاحب کے آنے کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آئے یہاں تک کہ مباہلہ کی تاریخ سے دو ہفتے اوپر ہوگئے تو اس کے بعد حاجی عرفان اپنے سینکڑوں ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس آئے اور کہا کہ میرا اور آپ کا مباہلہ ہوا تھا اور تین ماہ گزر گئے اور مجھ پر اللہ کا عذاب نازل نہیں ہوا اور آپ نے کہا تھا اگر تین ماہ کے اندر اندر مجھ پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہوا تو میں آپ کی گردن کاٹ دوں لہٰذا اپنی گردن لایئے اور میں اس کو کاٹ کر یہ اعلان کرسکوں کہ آپ جھوٹے ثابت ہوئے اور مرزا غلام احمد کذاب' دجال اور مرتد تھا۔ اس پر میں نے آگے سے جوابی تقریر شروع کردی مگر حاجی عرفان نے کہا کہ میں تمہاری تقریر سننے نہیں آیا بس حسب معاہدہ گردن لایئے تاکہ میں کاٹ کر اعلان حق کرسکوں' بہرحال حسب معاہدہ میں نے اپنے آپ کو پیش کردیا مگر حاجی عرفان صاحب قریب تھا کہ میری گردن کاٹ دیتے مگر انہوں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے پر امید ہوں کہ تجھے ہدایت نصیب ہوجائے اس لئے میں تیری گردن نہیں کاٹتا اس کے ساتھیوں نے کہا اگر تم اس کی گردن نہیں کاٹتے تو ہم اس کام کو سرانجام دیتے ہیں مگر حاجی عرفان نے ان کو بھی اس سے منع کردیا اسی اثناء میں فریقین کے تحفظ کے لئے پولیس آگئی اور اس نے مجھے اور حاجی عرفان کو گرفتار کرلیا۔

اس سانحہ کے بعد میرے دل میں شکوک و شبہات نے کثرت سے جنم لینا شروع کردیا کہ ایک طرف تو مرزا غلام احمد کشتی نوح میں لکھتا ہے کہ "میری روح ہر اس قادیانی کی مدد کو آئے گی جو مخلص ہوگا اور یہاں باوجود اخلاص کے میں بری طرح شکست کھاچکا ہوں مگر مرزا صاحب کی روح نے آکر ہی نہیں دیا" اس ذہنی کشمکش کے طوفان بلاخیز کے سامنے میں مجبور ہوگیا اور قادیانیت کی صداقت کی فلک بوس عمارت مجھے زمین بوس ہوتی نظر آئی اور میں تین دن کے بعد مجبوراً" جزیرہ لمبنو سے جزیرہ مالی چلا گیا میں قادیانیت کو چھوڑنا چاہتا تھا مگر حالات اور معاملات سے اس قدر مجبور تھا کہ چاروں طرف سے مجھے مشکلات نظر آتی تھیں کہ کہاں سے کھاؤں گا؟ گھر کہاں سے لاؤں گا؟ بچوں کا کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ گویا میں ہر طرف سے قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اندونیسیا ۱۷ محرم ۱۴۰۹ھ
۳۰ اغسطس ۱۹۸۸م

أنا أحمد هاريادي مبلغ الاحمدية القاديانية السابق منذ عشر سنوات برسالة المباهلة هذه، أحلف بالله أن ميرزا غلام أحمد، مؤسس الاحمدية الذي ادعى النبوة ورسول الله إنما هو كذاب ومفتر على الله وكل ما جاء به وحى من الله كذب، وإنما كل ذالك من نتائج نفسه لأنه وأوهامه فقط. وإذا كان اعتقادي باطلا فلعنت على لعنة من الله —

والسلام، الفقير الى الله

أحمد هاريادي

أنا طاهر أحمد، خليفة المسيح الرابع، زعيم الاحمدية في العالم، عن طريق رسالة المباهلة هذه أحلف بالله بان: ميرزا غلام أحمد مؤسس الاحمدية الذي ادعى النبوة ورسول الله صادق في ادعائه، وكل ما جاء به وحى من الله صادق وليس من نتائج نفسه لأنه وأوهامه. لذالك أحلف بالله بان: أحمد هاريادي الذي يكذب ميرزا غلام أحمد المذكور أعلاه سيلعنه الله ويموت حقيرا ومهانا في مدة لا تقل عن سنة واحدة بعد التوقيع على رسالة المباهلة هذه"
وإذا كانت المصيبة لم تقع عليه فأنا وجميع أتباع الاحمدية في أنحاء العالم مستعدون للخروج من الاحمدية وحل هذه الجماعة كما أننا سننضم الى دين الاسلام الحق

والسلام
رانق علیہا

طاهر احمد خليفة المسيح الرابع

حصار میں جکڑا ہوا تھا چنانچہ مجھے جزیرہ مالی سے جاوا شرقیہ کے شہر مادیون کا مربی بنا کر بھیجا گیا اور میں بادل نخواستہ وہاں چلا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اب مجھ میں وہ جذبہ نہیں تھا جو اس سے قبل تبلیغ قادیانیت کے سلسلہ میں اپنے اندر پاتا تھا جبراً" و قہراً" اور اپنی مجبوری کی وجہ سے میں بہرحال ان کے ساتھ چل دیا۔ مگر دل کی خلش اور قلق کے باعث میں اس جستجو میں تھا کہ کوئی ملازمت مل جائے تو میں اس منحوس جماعت کو چھوڑ کر ترک قادیانیت کا اعلان کر سکوں چنانچہ اس سلسلہ میں، میں نے پانچ بار برونائی کا سفر کیا قادیانی مرکز کی جانب سے مجھے بار بار روکا گیا کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر آپ ملک سے باہر نہیں جا سکتے مگر میں نے ان کی ایک نہ سنی اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مجھے مالیزیا میں ملازمت مل گئی۔ اور میں "مونسہ الارقم بالدعوۃ" یعنی اسلامی فاؤنڈیشن میں صرف و نحو کا استاذ مقرر ہو گیا اس وقت میں نے وہاں کے اخبار الوطن اور ہفتہ وار جریدہ اسلامیہ اور روزنامہ سینگاپور کے صحافیوں کے سامنے قادیانیت سے برات کا اعلان کر دیا۔ یہ تین سے گیارہ اپریل ۱۹۸۶ء کا واقعہ ہے اس کے بعد قادیانیوں کی جانب سے ہر طرح کا رابطہ ختم ہو گیا اس کے بعد میں نے اپنے قادیانیت سے نکلنے کی وجوہات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی" اس میں، میں نے واضح کیا کہ دس سال تک قادیانی مبلغ ہونے کے باوجود میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟ میں نے اس کتاب کو تین ابواب پر تقسیم کیا:

۱- قادیانیت سے قبل کے حالات

۲- قادیانیت میں داخل ہونے کے بعد اور نمبر

۳- قادیانیت سے نکلنے کے اسباب و وجوہات

یہ کتاب انڈونیشی زبان میں ۷۶ صفحات پر مشتمل مطبوعہ موجود ہے اس میں، میں نے مرزا طاہر احمد کو دعوت مباہلہ بھی دی ہے۔

دو سال تک میں مالیزیا میں رہا، اسی اثناء میں میری یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس کے تمام تر مصارف رابطہ عالم اسلامی انڈونیشیا نے برداشت کئے، اسی بناء پر رابطہ عالم اسلامی کے سیکریٹری جنرل جناب ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے رابطہ عالم اسلامی انڈونیشیا کو لکھا کہ اس شخص کا ہر طرح کا تعاون کیا جائے اور اس کے تمام مصارف رابطہ عالم اسلامی کی جانب سے پورے کئے جائیں اسی اثناء میں، میں واپس انڈونیشیا آ گیا اور مجھے رابطہ کی جانب سے مبلغ نامزد کر دیا گیا۔ میرا اور مرزا طاہر احمد کی خط و کتابت شروع ہو گئی اور میں نے مرزا طاہر احمد کو دوبارہ مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔

اس کے جواب میں مرزا طاہر کی طرف سے ربوہ کے وکیل تبشیر منصور احمد نے انڈونیشیا کے قادیانی امیر کو لکھا کہ:

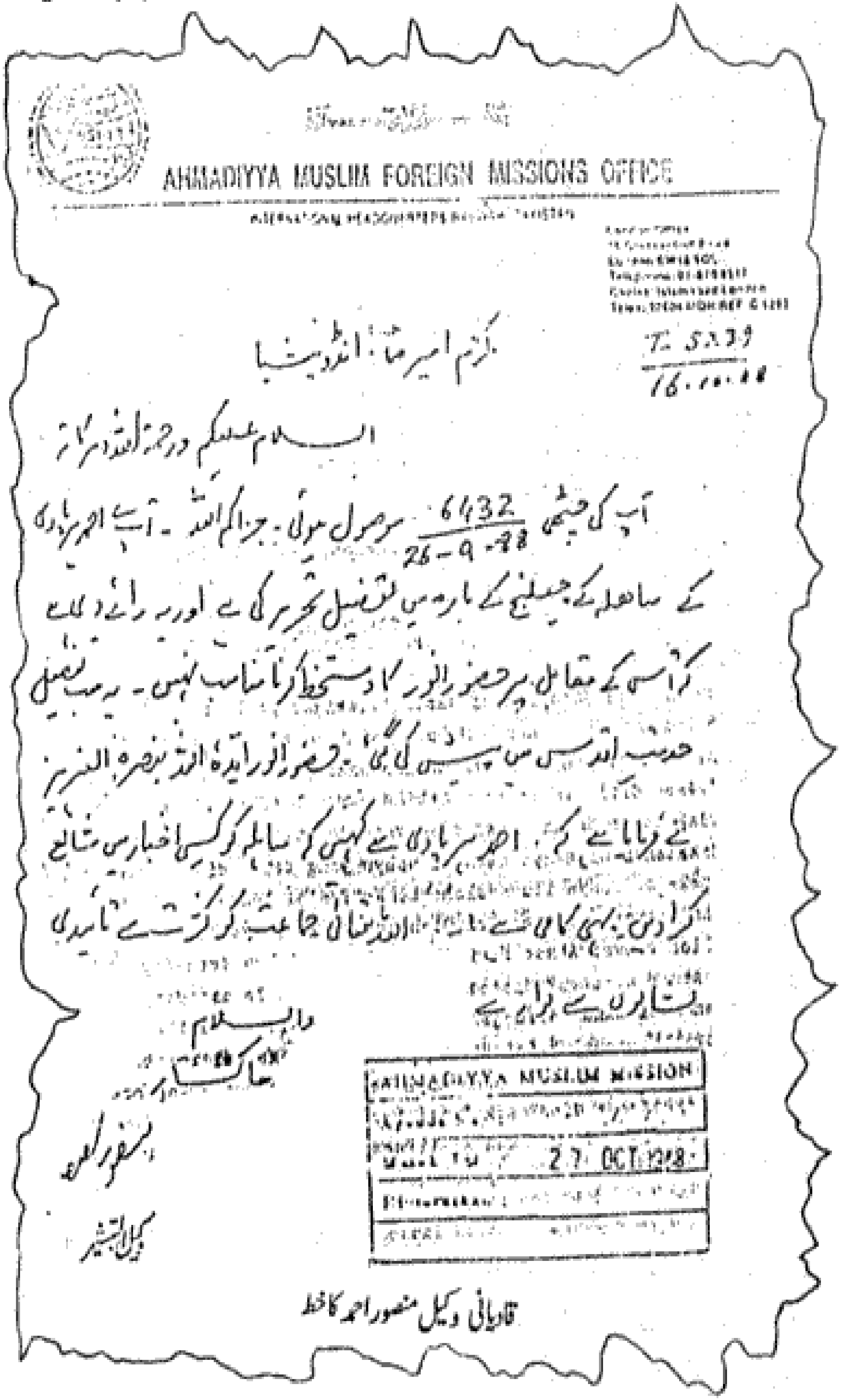

AHMADIYYA MUSLIM FOREIGN MISSIONS OFFICE

T. 5339
16.10.88

مکرم امیر صاحب انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی چٹھی 6432 / 26-9-88 موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ۔ آپ نے ... کے مباہلہ کے چیلنج کے بارہ میں تفصیل تحریر کی ہے اور یہ رائے دی ہے کہ اس کے مقابل پر حضور انور کا دستخط کرنا مناسب نہیں۔ یہ سب تفصیل حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ... کو کہیں کہ مباہلہ کو کسی اخبار میں شائع کروا دیں ... اللہ تعالیٰ جماعت کو کثرت سے تائید ...

والسلام
خاکسار

وکیل التبشیر

AHMADIYYA MUSLIM MISSION
27 OCT 1988

قادیانی وکیل منصور احمد کا خط

"اس کے بعد میں نے انڈونیشیا کے قادیانی مراکز کو تقریباً" ایک سو خطوط لکھے کہ مرزا طاہر احمد کو میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے مگر وہ میرے مقابلہ میں نہیں آتا۔ مرزائیوں نے مرزا طاہر احمد کو لکھا کہ اگر آپ سچے ہیں اور احمد باریادی جھوٹا ہے اور وہ مباہلہ کا چیلنج بھی آپ کو دے چکا ہے تو اس پر اللہ کا عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا اور وہ ہلاک کیوں نہیں ہوتا؟ اس پر مرزا طاہر احمد نے اور قادیانی مربی انہیں جواب دیتے رہے کہ عنقریب احمد باریادی پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ لیکن آج تک میں الحمدللہ ٹھیک ہوں۔ مگر میرے اس مباہلہ کے بعد مرزا طاہر احمد کی بیوی اور قادیانی مرکز انڈونیشیا کے امیر محمود احمد چیمہ کی بیوی مرگئی۔"

یہ میری صداقت اور مرزا طاہر کے جھوٹے ہونے کی واضح علامت ہے' بہرحال میں اس کے بعد برمنگھم میں عالمی ختم نبوت کانفرنس ۱۹۹۷ء میں بھی مرزا طاہر احمد کو مناقشہ و مناظرہ' مباہلہ کا چیلنج دے چکا ہوں۔ اب میں اس تحریر کے ذریعہ پھر مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں اگر وہ یہاں انڈونیشیا آنا چاہیں تو اس کے سفر کے تمام مصارف ہمارے ذمہ ہوں گے' بڑے شوق سے آئے اور اگر وہ یہاں آنا پسند نہ کریں تو ہمیں جہاں فرمادیں اپنے اخراجات پر آنے کو تیار ہیں۔

وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا النار التی والحجارۃ و لکل داء دواء و لکل باطل حق وسیکون الباطل زھوقا اذا لقیہ الحق

۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو مرزا طاہر احمد نے یہ خط لکھا:

اس کے بعد مرزا طاہر احمد نے انڈونیشیا کے قادیانیوں کے نام اردو زبان میں پندرہ صفحات پر مشتمل ایک خط لکھا اور لکھا کہ لازم ہے کہ یہ احمدیوں کو پڑھ کر سنایا جائے' کہ میں احمد باریادی کے مباہلے سے بری ہوں میرا اور احمد باریادی کا مباہلہ نہیں ہوا بلکہ یہ ان ملعون انڈونیشی احمدیوں کا فعل ہے یہ انہوں نے مباہلہ کیا تھا۔ لہٰذا میں اس سے بری ہوں۔

اس کے بعد یہ مباہلہ والی کتاب شائع ہوئی تو میں نے قادیانی مراکز میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ نسخے بھیجے تاکہ ان کو حقیقت معلوم ہوجائے حتیٰ کہ اس سے قبل ۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو مرزا طاہر احمد نے انڈونیشیا کی تمام جماعتوں کو خط لکھا کہ ہر نماز کے بعد احمد باریادی کی ہلاکت کی دعا کریں اور ہر مرکز ایک ایک بکرے کی قربانی دے چنانچہ کئی سو بکرے ذبح کئے گئے۔

بقیہ : قانون توہین رسالت

ہے کہ پاکستان میں جب بھی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان اختلاف کی صورت سامنے آئے گی' قصوروار مسلمان ہی ہوں گے۔ ان کے اس یکطرفہ پروپیگنڈے سے بہت سے شاتمان رسول قانون کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

۱۲....... مغربی صیہونی اسلام دشمن لابی نے گزشتہ چند برسوں میں شاتمان رسول پر انعام و اکرام کی جس قدر بارش کی ہے' اس کو دیکھتے ہوئے قانون توہین رسالت' کا موثر نفاذ ضروری ہوگیا ہے۔ سلمان رشدی ملعون اپنے "شیطانی ہفوات" اور بعد میں دیئے جانے والے انٹرویو کے بدلے میں دس کروڑ کے لگ بھگ رقم کھاچکا ہے۔ تسلیمہ نسرین جرمنی میں تعیش کی زندگی گزار رہی ہے۔ سلامت مسیح یورپ میں "جنتوں" کی سیر کررہا ہے۔ اس طرح کے مادی فوائد بہت سے گمراہ نوجوانوں کو آزادی فکر کے نام پر توہین رسالت' کے جرم کے ارتکاب کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

۱۳...... جس طرح اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے موثر قوانین اور ان کے عملی نفاذ کی ضرورت ہے' بالکل اسی طرح اکثریت کے حقوق کے تحفظ کیلئے تحریری قوانین کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ اکثریتی گروہ کی طرف سے رواداری اور تعاون جہاں بے حد ضروری ہے' وہاں اقلیتی گروہ کی بھی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ اکثریت کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھے۔

بقیہ : شاہکار جھوٹ

وقت اونٹنیاں بیکار ہوجائیں گی جس میں اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں مدینہ کی طرف سے مکہ تک ریل کی سواری جاری ہوجائے گی وغیرہ۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۹۶ ج ۵ خزائن ص ۳۸۱ ج ۲۱)

فائدہ : یہ تمام امور بالکل غیر ثابت اور حقیقت سے الگ ہیں آنحضرت ﷺ پر خالص بہتان ہیں۔ بالکل آخری نمبر نمایاں ترین ہے جس کو ہر فرد انسانی جھٹلا سکتا ہے کہ اب تک مکہ و مدینہ کے درمیان ریل کا نام و نشان نہیں ہے۔ ہے کوئی قادیانی ٹاؤٹ جو یہ ثابت کرکے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

فرمان خاتم النبیین ﷺ

جھوٹ عام ہوجائے گا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کرامؓ کی عزت کرو تم (یعنی امت محمدیہ میں) سب سے اچھے لوگ یہی ہیں پھر ان کے بعد وہ اچھے ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے' اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ یقیناً" ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انسان بغیر قسم دلائے قسم کھائے گا اور بغیر گواہ بنائے گواہی دے گا۔

(رواہ النسائی)

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزائیت کیا ہے؟

قسط نمبر ۲

بات کو توجہ سے سمجھنے کی کوشش کرنا' یہ بات جو میں سمجھانے کی کوشش کررہا ہوں وہ یہ ہے کہ نبی کے بعد' رسول اللہ کے بعد' امام الانبیاء کے بعد' سید الرسل کے بعد کسی نبی کا نہ آنا یہ ساری امت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے' بغیر سوچے سمجھے اس کی تکذیب کرنا' اس کو جھٹلانا' یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کا اجماعی عقیدہ ہے' کیونکہ اس کے جھوٹا ہونے کے بارے میں کوئی شک شبہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے مکمل اور کامل دین دے کے بھیجا ہے اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی کا دین کامل ہے اس کا عقیدہ تب تک درست نہیں ہوسکتا جب تک یہ بھی عقیدہ نہ رکھے کہ اب کوئی شخص آکے اس دین کو مکمل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر آدمی کہتا ہے کہ دین تو مکمل ہے' یہ ایک عقیدے کا مسئلہ ہے اور پھر کہتا ہے یہ دین مکمل ہے لیکن فلاں آدمی نے آکر اس دین کو مکمل کر بھی دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اللہ کے دین کے مکمل ہونے پہ یقین نہیں ہے۔ یقین اس کا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ مکمل ہونے کے بعد جو بندہ آتا ہے وہ اس عمارت کو بدصورت بناتا ہے مکمل نہیں کرتا۔ جو عمارت مکمل ہوچکی ہو اس عمارت میں پھر کوئی اینٹ لگنے کی گنجائش باقی نہیں ہوگی۔ اگر لگائی جائے گی تو بدصورت کردے گی۔ صحابہ کرام کا یہ پختہ عقیدہ تھا۔

آج یہ مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آج...... ہائے ہائے میں کیا کہوں کہ۔

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

اور یہ ملک جو عرش والے کے نام پہ لیا گیا' محمد ﷺ کے نام پہ لیا گیا تھا۔ آج یہ ہماری بدبختی کی انتہا ہے کہ آج اس ملک کے اندر یہ زمانہ بھی آگیا ہے کہ ایک جھوٹے' کذاب' دجال کی امت کے لوگوں کو یہ جرات ہوگئی ہے کہ وہ محمد ﷺ کی نبوت کو عدالتوں کے اندر چیلنج کریں اور اس کذاب اور دجال کی صداقت کے لئے دلائل دیں۔ آج ہماری اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہے؟

اس کے نام پہ بنی ہوئی مملکت' اسلام کے نام پہ بنے ہوئے ملک کے اندر کفر کے لئے دلائل مہیا کئے جاتے ہیں۔ اس سے بڑی بدقسمتی کی بات کیا ہے؟

کبھی یہ تصور ہوسکتا تھا' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کیا یہ گوارہ کیا جاسکتا تھا کہ مسیلمہ کذاب کی امت کے لوگ آئیں اور مسیلمہ کی نبوت کے بارے میں دلائل پیش کریں؟

یہ ممکن تھا کہ اسود عنسی کے پیروکار آئیں اور اسود عنسی کی نبوت کی صداقت کے بارے میں گواہیاں پیش کریں؟

یہ ممکن تھا کہ طلیحہ اسدی کے ماننے والے آئیں اور اس کی نبوت کے بارے میں اپنے موقف کو پیش کریں؟

کیا یہ ممکن تھا کہ اس جھوٹی کذاب عورت سجاح کے پیروکار آئیں اور اس کی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کا سہارا لیں؟

صحابہ کرامؓ نے ایسے دجالوں کے خلاف زبان کو حرکت نہیں دی' تلوار کو حرکت دی ہے۔ ہر چیز کے بارے میں دلائل نہیں ہوتے۔ ہر چیز؟ اس کی کچھ حدیں ہیں۔ اب ایک آدمی آتا ہے اور آکے کہتا ہے اللہ ایک نہیں دس ہیں۔ دس خدا ہیں اور مجھ کو اجازت دو کہ میں تو خداؤں کے ثبوت پہ دلائل پیش کروں۔ اللہ کے نام پہ بنے ہوئے کسی ملک میں خدا کی وحدانیت کے اقرار کے خلاف اور دوسرے خداؤں کے اقرار پہ کوئی دلیل نہیں سنی جاسکتی۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے اور مزیدار بات یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کے پیروکار جس شخص کے اپنے اقوال کے مطابق وہ دجال اور لعنتی ہے' لوگوں کے کہنے کے مطابق نہیں' کعبے کا رب گواہ ہے کہ غلام احمد قادیانی سے مسیلمہ کذاب زیادہ ذہین تھا' طلیحہ اسدی زیادہ سمجھدار تھا' اسود عنسی زیادہ قابل تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے اوپر لعنت نہیں کی۔ یہ ایسا ملعون ہے کہ خود اپنے اوپر لعنت بھی کرتا ہے اور پھر اس کے پیروکار اس کی نبوت کے بارے میں دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ خود لعنت کی۔

۱۸۷۸ء کے اندر جب اس نے الٹی سیدھی باتیں شروع کیں' علماء کو احساس ہوا کہ یہ شخص اسلام کی عمارت میں نقب لگانا چاہتا ہے' کوئی دعویٰ کرنا چاہتا ہے' علماء نے گرفت کی۔ اس نے اپنی کتاب کے اندر لکھا کہ لوگوں نے میرے بارے میں شک اور شبہ کا اظہار کیا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرنا چاہتا ہوں۔ نبی پاک کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا لعنتی ہے۔ یہ غلام احمد

نے خود لکھا ہے اور یہی لعنتی ۱۹۰۱ء میں خود نبوت کا دعوی کر دیتا ہے۔ جو علماء نے سمجھا تھا وہ درست نکلا اور اس نے ۱۹۰۱ء کے اندر نبوت کا دعوی کر دیا۔ جو آدمی اپنی زبان سے کہہ چکا ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرنے والا لعنتی ہے اس کے لعنتی ہونے کے بارے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

یہ تو خود اپنی زبان سے لعنتی بن چکا ہے۔ اسی لئے میں نے آج سے تیرہ برس پہلے جب غلام احمد کے افکار پہ گرفت کی تو لاہوری مرزائیوں نے میرے جواب میں لکھا کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے' ہم اس کو مجدد اور مہدی مانتے ہیں۔ تو میں نے اس کے جواب میں کہا تھا کیا کوئی لعنتی مجدد ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی لعنتی مہدی ہو سکتا ہے؟

مہدی ہونے کے لئے پاکباز ہونا' شریف النفس ہونا' مجدد ہونے کے لئے اعلی اخلاق کا مالک ہونا ضروری ہے۔ جو آدمی خود اپنے آپ کو لعنتی کہے وہ مجدد کیسے ہو سکتا ہے؟ حیرانگی کی بات ہے۔

تو میں یہ کہنا چاہ رہا تھا جو بات میں بنیادی طور پر سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اس امت کا سب سے اعلی اور بہترین حصہ ہیں اور ان سے افضل محمد ﷺ کی امت میں کوئی شخص پیدا نہیں ہوا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ گروہ ہے جنہوں نے براہ راست نبی سے فیض حاصل کیا۔ صحابہ کس کو کہتے ہیں؟ نبی کے شاگردوں کو۔

نبی کے بلاواسطہ شاگردوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد نبی کا دعوی کرنے والے سے دلیل سے گفتگو نہیں ہوگی تلوار کی دھار سے گفتگو ہوگی۔ یہ نبی کے شاگردوں کا عقیدہ ہے' کیا دلیل بازی ہے؟

یہ امت کی بے غیرتی اور حکمرانوں کی بے غیرتی ہے کہ اس ملک کے اندر جو اسلام کے نام پہ بنا ہے مرزائی ٹولہ نہ صرف یہ کہ اپنا وجود رکھتا بلکہ ایک کذاب' دجال کو کائنات کے امام کے مقابلے میں رکھتا اور ان کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتے ہوئے اس کذاب کی صداقت کے بارے میں رکھتا اور ان کے بارے میں دلائل پیش کرتا ہے۔ یہ ہماری بھی بے غیرتی اور حکومتوں کی بھی بے غیرتی کی علامت ہے۔ آج سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزائیوں کو مسجد بنانے کا حق ہے؟

یہ سوال بعد کا ہے' پہلا سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر الاٹ شدہ ملک میں مرزائیوں کو رہنے کا حق ہے کہ نہیں ہے؟

مسجد بنانے کی بات تو بعد کی ہے' پہلے تو یہ سوال ہے کہ ان کو رہنے کا بھی حق ہے کہ نہیں ہے؟ سیدھی بات ہے' اگر کوئی شخص سرور کائنات کی ختم نبوت کو نہیں مانتا تو ان کے نام پہ الاٹ ملک میں رہنے کا حق کیوں رکھتا ہے؟

یہ عقیدہ میرا نہیں ہے' یہ عقیدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا:

انت الصدیق انت الصدیق انت الصدیق

اے ابوبکر! تو ابوبکر نہیں رہا صدیق اکبر بن گیا ہے رضی اللہ عنہ۔ صدیق اکبر نے یہ نہیں کہا تھا کہ اے مسیلمہ کذاب کے حامیو آرام سے رہو' ہم سے کوئی تعرض نہ کرو' جس طرح جی چاہے زندگی بسر کرو' یہ کہا تھا؟

کیا فیصلہ کیا تھا؟

اور چنیانوالی مسجد کے اندر خطبہ سننے والو! اور جس تک میری آواز پہنچ رہی ہے میری آواز کو سن لو۔

جاؤ! اسلام کی تاریخ کو اٹھاؤ' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پہلے نائب' آپ کے پہلے خلیفہ' آپ کی زندگی مبارک میں آپ کے مصلی امامت پہ کھڑے ہونے والے اور وہ شخص جس کے پیچھے نبی کی زندگی میں نبی کے چچا عباس نے' نبی کے داماد عثمان نے' نبی کے داماد علی نے' نبی کے نواسے حسن و حسین نے نماز پڑھی ہے' اس صدیق نے ان لوگوں کے خلاف جب علم جہاد بلند کیا جنہوں نے رب کی وحدانیت کا انکار کیا' جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو نہیں مانا' تو اپنے کمانڈروں کو ہدایت کی میرے ساتھیو! جاؤ اللہ کے لئے' اللہ کے دین کی سرفرازی کے لئے جنگ کرو' لیکن بوڑھے پہ تلوار نہیں اٹھانی' بچے کو گزند نہیں پہنچانا' خدا کو نہ ماننے والے' ان کی زمینوں کو برباد نہیں کرنا' ان کے درختوں کو نہیں کاٹنا' ان کے کھیتوں کو نہیں جلانا' ان کی عبادت گاہوں کو نہیں ڈھانا' ان کو کہو یا اسلام قبول کرو' اسلام قبول نہیں کرتے ٹیکس دو' آرام سے رہو' ہماری بالادستی مانو۔ دونوں باتیں نہیں مانتے' باہر نکلو مقابلہ کرو' قابض ہو جاؤ۔ بوڑھوں کو کچھ نہیں کہنا' بچوں کو کچھ نہیں کہنا' عورتوں کو کچھ نہیں کہنا' ان کی عبادت گاہوں کو مسمار نہیں کرنا' ان کے مذہبی راہنماؤں سے تعرض نہیں کرنا۔

جاؤ! میرے آقا کے یار کا فیصلہ سنو اور جب عکرمہ کی قیادت میں نبی کی چادر نبوت پہ ہاتھ ڈالنے والے کے خلاف اعلان جہاد کیا تو کیا کہا؟

کہا عکرمہ جاؤ' جس نے میرے آقا کی نبوت پہ ہاتھ ڈالا ان کے بچوں کو تہہ تیغ کر دو' ان کے بوڑھوں کو قتل کر دو' ان کی فصلیں ملیں ان کو جلا دو' ان کے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دو' ان کی عبادت گاہوں کو گرا دو' اس لئے کہ اللہ محمد ﷺ کے باغیوں کا وجود دنیا میں برداشت نہیں کرتا ہے۔ ●●

محمد عطاء اللہ صدیقی

قسط نمبر ۲

قانونِ توہینِ رسالتؐ، انسانی حقوق اور امریکی مداخلت

انسانی حقوق کے حوالے سے "آزادی ضمیر" "آزادی عقیدہ" اور "آزادی رائے" جیسی اصطلاحات کا بہت کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان خوش کن تراکیب کی من مانی تعبیرات کے ذریعے اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ناروا تنقید کے جواز مہیا کئے جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے مذکورہ چارٹر کی دفعہ ۱۸ اور ۱۹ میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"ہر شخص کو آزادی خیال' آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں اپنا مذہب اور عقیدہ تبدیل کرنے اور انفرادی و اجتماعی طور پر علیحدگی میں یا سب کے سامنے' اپنے مذہب یا عقیدے کی تعلیم اس پر عمل کرنے اس کے مطابق عبادت کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی آزادی کا حق شامل ہے۔" (شق نمبر ۱۸)

"ہر شخص کو آزادی رائے اور آزادی اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بلا مداخلت رائے رکھنے کی آزادی اور بلا لحاظ علاقائی حدود کسی بھی ذریعے سے اطلاعات اور نظریات تلاش کرنے' حاصل کرنے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی آزادی شامل ہے۔" (شق نمبر ۱۹)

مندرجہ بالا شقیں بہت واضح ہیں' ان کا کوئی بھی جملہ قانون توہین رسالتؐ سے متصادم یا متعارض نہیں ہے۔ پاکستان میں مسیحی برادری کو اپنے ضمیر اور مذہب کے اظہار کی مکمل آزادی ہے۔ "آزادی رائے" میں جہاں معقول اور صائب طریقے سے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی مکمل آزادی ہے وہاں اس اصطلاح کے دائرہ کار میں کسی دوسرے انسان کی کردار کشی' گالی گلوچ' توہین' دل آزاری' سب وشتم ہرگز شامل نہیں ہے۔ جب "آزادی رائے" کے حق کو کسی دوسرے انسان کی تذلیل تک توسیع نہیں دی جاسکتی تو پھر اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے "توہین رسالت" کے استحقاق کا دعویٰ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ انسانی حقوق کے انتھک مناددوں کیلئے یہ ایک کھلا چیلنج ہے کہ وہ ثابت کریں کہ قانون توہین رسالت' انسانی حقوق کے منافی آخر کس طرح ہے؟

"انسانی حقوق کا چارٹر ۱۹۴۸ء میں پیش کیا گیا۔ بعد میں جنیوا کنونشن وغیرہ بھی سامنے آئے' کسی بھی دستاویز میں توہین رسالتؐ کے خلاف سزا کو انسانی حقوق کے منافی قرار نہیں دیا گیا۔ درحقیقت *Blasphemy* توہین رسالت اور انسانی حقوق کا ربط اس وقت جوڑا گیا جب شاتم رسول سلمان رشدی ملعون کی "شیطانی آیات" پر امام خمینی نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ سلمان رشدی نے اس سے پہلے بھی دو ناول تحریر کئے تھے لیکن اس کو وہ پذیرائی نہ ملی تھی۔ لیکن اس کے شیطانی ناول کے حقوق پلک جھپکتے ہی کروڑوں میں بک گئے۔ اس ناول میں ملعون رشدی کی ناپاک تمسخر سے خیر البشرؐ کے منزہ و پاکیزہ گھرانے پر زہر افشانی کرائی گئی تھی۔ مغرب کی ایک مخصوص صیہونی و عیسائی لابی آج بھی پیغمبر اسلامؐ اور ان کے مقدس گھرانے کے خلاف گستاخانہ جسارتوں پر مریضانہ حظ اٹھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مغرب اپنی تمام تر روشن خیال اور سیکولرازم سے وابستگی کے باوجود مسلمانوں کے خلاف صلیبی دور کا بغض اور کینہ اب تک پال رہا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف توہین آمیز سازشوں کی نئی تحریک نگ اسلام بے دین "مسلمانوں" کے ذریعے سے برپا کی جارہی ہے جس کے مہرے سلمان رشدی' بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین' جیسے لوگ ہیں۔ ان کی تمام تر شیطانی ہرزہ سرائیوں کو "انسانی حقوق" کے لبادے میں مسلمانوں سے "شیطانی حقوق" کو تسلیم کرانے کی مہم زوروں پر ہے۔ "انسانی حقوق کے چارٹر" کو انسانیت کا "متفق علیہ مذہب" بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مسلم دنیا کے خلاف نیا استعماری ہتھیار ہے جسے بے حد مکاری اور منافقت سے استعمال کیا جارہا ہے۔"

جہاں تک قانون توہین رسالت پر دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ اس کی بنیاد پر غلط مقدمات قائم کئے جاسکتے ہیں' تو یہ اعتراض اصولی طور پر غلط اور غیر منطقی ہے' اگر اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو "جرم و سزا" کی دنیا میں کسی بھی تعزیری ضابطے یا قانون کے وجود کا جواز باقی نہیں رہے گا۔ آج تک کسی بھی قانون کو محض اس بناء پر ختم نہیں کیا گیا کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال پایا جاتا ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی اچھا قانون ایسا نہیں ہے کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔ قتل' زنا اور چوری جیسے سنگین جرائم کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کی

خبریں پاکستان اور دیگر ممالک کے حوالے سے آئے روز چھپتی رہتی ہیں۔

انسانی حقوق کے بعض بدنصیب پرچارک یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ قانون توہین رسالت، میں سزائے موت کو ختم کردیا جائے، لیکن ان کا یہ مطالبہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ "توہین رسالت" کا جرم "انسانیت کے خلاف" جرم ہے۔ بے حد افسوس کی بات ہے کہ وہ "ڈرگز کی اسمگلنگ" کو انسانیت کے خلاف جرم سمجھتے ہوئے اس کیلئے سزائے موت کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے لیکن "توہین رسالت" کے قانون پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں درحقیقت انہیں مقام رسالت، کا صحیح ادراک اور معرفت ہی نہیں ہے۔ وہ آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیوں کو چھوڑ کر مغرب کے فکری ظلمت کدوں میں بھٹک رہے ہیں۔ پاکستان میں قانون "توہین رسالت" کو برقرار رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مندرجہ بالا معروضات کے علاوہ درج ذیل مزید نکات اس تصور کی حمایت میں پیش کئے جاتے ہیں:

۱...... پاکستان کے ۹۷ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جو قرآن و سنت کو واحد ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ قران و سنت کی رو سے توہین رسالت، کی سزا موت ہی ہے۔ اس مضمون کے آخر میں چند احادیث پیش کی جائیں گی۔

۲...... قانون "توہین رسالت" مہذب دنیا میں مروج قانونی اقدار و روایات سے ہم آہنگ ہے، جب اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کی آبرو اور شخصیت کے تحفظ کیلئے "توہین عدالت" کے قوانین پوری دنیا میں درست تسلیم کئے جاتے ہیں تو پھر نوع انسانی کے سب سے بڑے محسن صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس و آبرو کے تحفظ کیلئے قانون توہین رسالت، کیوں نہیں ہوسکتا؟ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا کی بڑی سے بڑی عدالت کا جج محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ امریکہ اور یورپ کے قانونی نظام میں ایک عام فرد کی عزت نفس کا دفاع کرنے کیلئے "ازالہ حیثیت عرفی" کے قوانین شامل ہیں Defamation اور Libel اور Law of tort جیسے قانونی ڈھانچے موجود ہیں۔ نام نہاد و مہذب دنیا میں سربراہان ریاست کو تنقید اور عدالتی چارہ جوئی سے بالا تر رہنے کا استحقاق شامل ہے۔ جب ایک عام فرد کی عزت و ناموس کیلئے قوانین کے جواز کو تسلیم کیا گیا ہے تو پھر وجہ تخلیق کائنات، محسن انسانیت، امام الانبیاء، افضل البشر، ایک ارب ۲۰ کروڑ مسلمانوں کی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے قانون کیوں نہیں؟ بنایا جاسکتا۔

۳...... اسلامی تعلیمات کے مطابق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام کا احترام مسلمانوں پر فرض ہے۔ کسی بھی نبی مکرم کی توہین و تحقیر کفر کا درجہ رکھتی ہے۔ قانون توہین رسالت، میں دیگر انبیاء کی توہین بھی شامل ہے گویا یہ قانون نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیائے کرام کی آبرو کی حفاظت کا بھی ضامن ہے۔

۴...... بائبل اور انجیل کی مصدقہ روایت کی رو سے بھی توہین رسالت، کی سزا موت ہے گویا قانون توہین رسالت مسیحی عقائد کے بھی عین مطابق ہے۔

۵...... یہ بات محض مفروضہ، ہیجان خیزی اور بے بنیاد خدشات پر مبنی ہے کہ قانون توہین رسالت، پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں پر ظلم و ستم ڈھانے کیلئے بنایا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا اطلاق مسلم و غیر مسلم سب گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور یوسف کذاب جیسے مسلمانوں کے گھرانوں میں پیدا ہونے والے افراد کو بھی سزا دی جاسکتی ہے۔

۶...... پاکستان کا آئین اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں نے اقلیتوں کے ساتھ ہمیشہ انصاف کیا ہے۔ قانون توہین رسالت، کی روشنی میں قائم کردہ مقدمات کی جانچ پڑتال اور ریکارڈ، شہادتوں کے تجزیئے کے بعد ہی کسی ملزم کو سزا دی جاسکتی ہے، قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹۸۶ء میں معرض وجود میں آیا لیکن عملاً" آج تک کسی بھی فرد کو اس قانون کی خلاف ورزی کی پاداش میں سزائے موت نہیں دی گئی۔ امریکی حکومت اور انسانی حقوق کی تنظیموں کا واویلا خود ساختہ مفروضات اور درپردہ مذموم عزائم کی پیروی پر مبنی ہے۔

۷...... قانون توہین رسالت، کسی مارشل لاء کے ضابطے کے تحت نہیں بنایا گیا۔ اسے تیرہ کروڑ مسلمانوں کے جمہوری نمائندوں پر مشتمل منتخب پارلیمنٹ نے باقاعدہ قانون سازی کے طریقہ کار کے مطابق منظور کیا ہے۔ پارلیمانی جمہوری نظام میں مقننہ کی بالادستی کے اصول کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ ایک برطانوی ماہر قانون کی رائے کے مطابق اگر برطانوی پارلیمنٹ یہ حکم دے کہ نیلی آنکھوں والے تمام بچوں کو قتل کردیا جائے تو پارلیمنٹ کے اس حکم کو بھی قانونی حکم کا درجہ حاصل ہوگا۔ مغرب کے دانشوروں کو مسلمان ملکوں کی مجالس قانون ساز کے اختیارات کے بارے میں بھی اسی وسعت نظری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ قانون توہین رسالت، پاکستان کی پارلیمنٹ نے قرآن و سنت کی روشنی

میں وضع کیا ہے' اسے خدائی قانون کا بھی درجہ حاصل ہے۔

۸..... امریکہ یا کسی دوسری ریاست کو بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی تعلقات کے مسلمہ اصولوں کے مطابق پاکستان سے یہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ وہ قانون توہین رسالتؐ کو ختم کردے۔ یہ بات پاکستان کے بیرونی اقتدار اعلیٰ پر حملہ اور اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے۔

۹..... اگرچہ پاکستان میں بسنے والی مسیحی برادری کی غیر معمولی اکثریت مسلمانوں کے پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتی ہے وہ ہر اس بات سے احتراز کرتی ہے کہ جس سے توہین رسالت یا مسلمانوں کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔ لیکن تاریخ بتلاتی ہے کہ ہر دور میں مسیحوں اور دیگر غیر مسلموں کی ایک قلیل تعداد توہین رسالتؐ کے جرم کا ارتکاب کرتی رہی ہے۔ یہ لوگ مذہبی جنونی تھے جنہیں ان کے اپنے ہم مذہبوں نے بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ مسلم اسپین کی تاریخ میں ایک جنونی پادری نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ایک گروہ تشکیل دیا تھا جنہیں تربیت دی جاتی تھی کہ وہ جمعہ کی نماز کے فوراً بعد قرطبہ کی جامع مسجد کے بیرونی دروازے پر کھڑے ہوکر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات (معاذاللہ) کہیں۔ یہ سلسلہ خاصی دیر تک جاری رہا۔ مسلمان ان شاتمان رسولؐ کو پکڑ کر قرطبہ کے قاضی کے حوالے کرتے' قاضی کے سامنے جرم کا اعتراف کرنے والوں کو موت کی سزا دی جاتی تھی جبکہ معمولی سا انحراف کرنے والوں کو بھی رہا کردیا جاتا تھا۔ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب اس بوڑھے جنونی پادری کو خود سزائے موت ہوئی۔ ایسے مسیحی گستاخان رسول کو جنت کی بشارت دی جاتی تھی۔ مشہور مورخ سٹینلے لین پول' ڈوزی اور واشنگٹن ارونگ نے بھی اس گروہ کو جنونی قرار دیتے ہوئے ان کی مذمت کی ہے۔ صلیبی جنگوں کے فوراً بعد بعض یورپین مصنفین نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی کردار کشی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ انیسویں صدی کے وسط میں برصغیر پاک و ہند میں ایک برطانوی مورخ ولیم میور نے "لائف آف محمد" کے عنوان سے کتاب تالیف کی' اس کتاب میں اچھا خاصا قابل اعتراض مواد شامل تھا جس نے سرسید احمد خان جیسے صلح جو اور وسیع المشرب انسان کو بھی کرب میں مبتلا کردیا۔ اس کتاب کے جواب میں انہوں نے "خطبات احمدیہ" تحریر کئے۔

پاکستان میں چند سال قبل ایک مسیحی مصنف نے A Lamp Spreading Linght کے عنوان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے متعلق کتاب لکھی۔ اس کے بعض اہانت آمیز جملوں پر مسلمانوں کی طرف سے سخت احتجاج کیا گیا۔ بالآخر اس کتاب کو ضبط کرلیا گیا۔ اس وقت بھی یورپ پال دوم یا کوئی دوسرا بڑے سے بڑا عیسائی اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ اس کا کوئی بھی ہم مذہب "توہین رسالتؐ" کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ جب "توہین رسالتؐ" کے جرم کے ارتکاب کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا تو پھر اس قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ بھی درست نہیں ہے۔ عالمی تناظر میں جس طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے' اس کی روشنی میں یہ خدشہ بے جا نہیں ہے کہ اگر قانون کو ختم کردی جائے تو پاکستان میں بسنے والے کئی لوگ گستاخانہ جسارتوں پر مائل ہوسکتے ہیں۔

۱۰..... پاکستان کے تناظر میں دیکھا جائے تو قانون توہین رسالتؐ عیسائی اقلیت کا مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ قانون توہین رسالتؐ پاکستان کے بااثر اور متحرک قادیانیوں کا مسئلہ ہے جو پاکستان کی قومی اسمبلی سے کافر قرار دیئے جانے کے باوجود اپنے آپ کو غیر مسلم ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ بات بہت کم لوگوں کے علم میں ہے کہ "اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر" کا آخری ڈرافٹ مرتب کرنے میں جن تین ماہرین قوانین نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا' ان میں ایک نام پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفراللہ چودھری (قادیانی) کا ہے جبکہ دوسرے ماہرین کا تعلق سوئٹزر لینڈ اور آسٹریلیا سے تھا۔ راقم کی نگاہ سے آئرلینڈ کے ایک اسکالر کا مضمون گزرا ہے جس میں انہوں نے ظفراللہ چودھری کی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے حوالہ

(Understanding Human Right)

پاکستان کے قادیانیوں نے اپنی شکایات میں عیسائیوں کو اسی لئے شامل کیا ہے تاکہ مغرب کے عیسائیوں کو بھڑکا کر پاکستان کے خلاف موثر پروپیگنڈے کا بازار گرم کیا جائے۔ قانون توہین رسالتؐ کو واپس لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ قادیانی گروہ کی امت مسلمہ کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۱۱..... انسانی حقوق کا کمیشن مسلسل یہ پروپیگنڈہ کررہا ہے کہ قانون توہین رسالتؐ کے تحت قادیانیوں اور عیسائیوں کے خلاف قائم کئے جانے والے تمام مقدمات انتقام اور بدنیتی پر مبنی ہیں۔ دو چار مقدمات کے بارے میں تو ان خدشات کے درست ہونے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا لیکن تمام مقدمات کو بے بنیاد قرار دینا اتنا لغو الزام ہے کہ جس کی تردید کیلئے مفصل دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ فرض کرلیا گیا

باقی صفحہ ۳۰ پر

قسط نمبر ۳

مولانا عبداللطیف مسعود...... ڈسکہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے ۱۰۰ شاہکار جھوٹ

جھوٹ نمبر ۴۰۔ بہتان عظیم۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

قرآن شریف نے صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بیان فرمادیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ کا ان ارواح میں داخل ہونا بیان فرمادیا جو اس دنیا سے گزر چکیں اور اصحاب رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے اجماع کے ساتھ اس فیصلہ پر اتفاق کرلیا کہ تمام نبی فوت ہوگئے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۰۲ خزائن ص ۳۷۵ ج ۲۱)

فائدہ : ناظرین کرام مندرجہ بالا تینوں باتیں محض کذب و افتراء ہیں ان کا حقیقت کے ساتھ رتی بھر تعلق نہیں نہ تو قرآن مجید میں کہیں مات یا توفی عیسیٰ کا لفظ مذکور ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے مردہ روحوں میں داخلہ کی صراحت فرمائی اور نہ ہی صحابہؓ کے کسی اجماع میں کہیں وفات عیسوی کا تذکرہ ہے بلکہ اس تمام واقعہ میں ایک دفعہ بھی ذکر مسیح یا ان کی وفات کا کہیں صراحت تو کجا اشارہ بھی نہیں ہے۔ کوئی قادیانی جیالا جو قرآن یا حدیث یا اجماع صحابہؓ کے ضمن میں کوئی صراحت دکھلا کر مبلغ ۱۰ ہزار روپے نقد انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر ۴۱۔ امام بخاری نے اپنا مذہب یہی ظاہر کیا ہے (یعنی وفات مسیح) کیونکہ اس کی تائید کے لئے' ایک اور حدیث لائے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۰۶ ج ۵ خزائن ص ۳۷۸ ج ۲۱) طبع ربوہ

فائدہ : یہ محض دجل و فریب ہے امام بخاری نے تو نزول مسیح کا مستقل باب منعقد کیا ہے جس کے تحت حدیث ابو ہریرہؓ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم لاتے ہیں پھر اور احادیث بھی لائے ہیں بخلاف اس کے انہوں نے وفات مسیح کا کوئی باب منعقد نہیں فرمایا۔ پھر وہ وفات مسیح کے قائل کیسے ہوسکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سب قادیانی بڑ ہے جیسے وہ امام مالک کے ذمے یہ نظریہ لگاتے ہیں ایسے ہی یہ اور کئی اکابرین امت کے ذمے بھی ایسے بے سروپا الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ ہے کوئی مائی کا لال جو امام بخاری کا اس بارہ میں ان کا کوئی فیصلہ یا صراحت دکھا کر منہ مانگا انعام حاصل کرے؟

جھوٹ نمبر ۴۲۔ مرزا صاحب رقم طراز ہیں کہ:

"یہود خود یقیناً" یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے"۔ (خزائن ص ۳۷۸ ج ۲۱ براہین ص ۲۰۶ ج ۵)

فائدہ : العیاذ باللہ! فرمایئے اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ ہوسکتا ہے کیونکہ خود قرآن نے نظریہ یہود کی صراحت فرمائی ہے وقولهم انا قتلنا المسیح کہ ہم نے یقیناً" مسیح کو قتل کردیا ہے گویا قرآن مجید یہود کا پختہ عقیدہ نقل کرتا ہے کہ ہم نے مسیح کو یقیناً" قتل کردیا ہے اور مرزا صاحب اس کی نفی کرکے لعنة اللہ علی الکاذبین کا طوق یا پھندہ اپنے گلے میں ڈال رہے ہیں۔ فرمایئے اس سے بڑھ کر کوئی بیباکی کی مثال مل سکتی ہے؟

جھوٹ نمبر ۴۳۔ حیات موسیٰ کے متعلق قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"بلکہ حضرت موسیٰ کی موت خود مشتبہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کی زندگی پر یہ آیت قرآنی گواہ ہے یعنی یہ کہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ اور ایک حدیث بھی گواہ ہے کہ موسیٰ ہر سال دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے حج کو آتے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۹ خزائن ص ۱۰۱ ج ۱۷ اسی طرح نور القرآن ص ۵۰-۵۱ حصہ اول خزائن ص ۳۹ ج ۸) میں حیات موسیٰ کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔

فائدہ : ناظرین کرام! قادیانیوں سے دریافت کیجئے کہ اب تک کس مفسر نے اس آیت کا وہ مفہوم بیان فرمایا ہے جو یہ قادیانی لکھ رہا ہے نیز دس ہزار حاجیوں والی حدیث کی کہیں نشاندہی ممکن ہے؟ یہ تو سب محض کذب و افتراء ہے جو قادیانی کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

ہے کوئی قادیانی جیالا اور ناؤٹ جو ان مذکورہ امور کو اصلی کتب تفسیر و حدیث سے ثابت کرکے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر ۴۴۔ مرزا صاحب ایک جگہ کذب مرکب کا نمونہ یوں پیش کرتے ہیں کہ:

- حدیث میں ہے کہ مدعی مہدویت و مسیحیت و نبوت کے لئے کسوف و خسوف ہوگا۔
- محدثین کے فیصلہ کے مطابق میں چودھویں صدی میں آیا۔
- حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔
- حدیث میں لکھا ہے کہ اس وقت سورج پر ایک نشان ظاہر ہوگا چنانچہ وہ اب دوربین سے دیکھا جاسکتا ہے۔
- حدیث میں ہے کہ مسیح موعود اسی امت سے ہوگا (اسرائیلی صاحب انجیل نہیں)
- حدیث میں ہے کہ وہ دمشق سے مشرق کی طرف سے مبعوث ہوگا۔
- اور حدیث میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے

باقی صفحہ ۳ پر

مولانا محمد اشرف کھوکھر

اتحاد و اتفاقِ اُمّت

وقت کی اہم ضرورت

میری' آپ کی اور ہم سب کی بلکہ تمام بنی نوع انسان کی آنکھ میں اتنی قوت نہیں کہ وہ بیرونی محرک روشنی کے بغیر کسی چیز کو دیکھ سکے' کسی چیز کو دیکھنے کیلئے سورج کی روشنی' چاند کی روشنی یا کسی مصنوعی روشنی کا ہونا ضروری ہے عین اسی طرح ہماری عقل بھی ایک بیرونی محرک روشنی کے بغیر کامیابی کے حتمی نتیجہ تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

عقل کیلئے' سوچ و فکر کیلئے اللہ رب العزت نے روشنی دین اسلام میں رکھی ہے' جو دین فطرت ہے جس کی ابتداء تمام بنی نوع انسان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہاء خاصہ کائنات رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکی۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قدسی صفات کے حامل قریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اللہ رب العزت کی طرف سے تکمیل دین کے اعلان کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ "میں تم میں دو چیزیں قرآن' سنت چھوڑے جارہا ہوں' جب تک تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔"

اللہ رب العزت کی نازل کردہ آخری آسمانی کتاب قرآن مجید میں فرمایا:

"و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا"

اس آیت مبارکہ میں خالق کائنات نے نہایت بلیغ اور حکیمانہ انداز سے انسانوں کی وحدت اور باہم "اتفاق و اتحاد" سے رہنے اور آپس کے افتراق و انتشار سے بچنے کا نسخہ اکسیر بتلایا ہے۔

اتفاق اور اتحاد ایک ایسی چیز ہے جس کی اچھائی پر دنیا کے تمام انسان خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانے کے ہوں' کسی بھی مذہب و مشرب سے تعلق رکھتے ہوں سب کا اتفاق ہے۔ دنیا کی ہر جماعت اور پارٹی اپنے خود ساختہ نظام و پروگرام پر متحد ہونے اور متحد کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہے لیکن خود ساختہ پروگرام پر متفق و متحد ہونے کے بجائے افراد کا افتراق و انتشار بڑھتا ہے اور اختلافات کی دلدل میں پھنسی انسانیت کے ہاتھ اس کے سوا کچھ نہیں آتا کہ۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

قرآن مجید نے اتحاد و اتفاق اور تنظیم و اجتماع کا ایک عادلانہ و منصفانہ اصول بتلادیا ہے' کہ چند انسانی دماغ یا چند انسانوں کے بنائے ہوئے نظام و پروگرام کو انسانوں پر تھوپ کر اتحاد و اتفاق اور کامیابی کی امید رکھنا عقل و خرد کے منافی ہے اور خود فریبی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ البتہ خالق کائنات کا دیا ہوا نظام و پروگرام (دین اسلام) تمام بنی نوع انسان کی وحدت کا واحد ذریعہ جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ **"فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ"** یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ رب العزت کا آخری پیغام قرآن مجید کی صورت میں لائے ہیں' ایک ایسا نظام حیات ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات نے لیا ہے تمام انسانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کا واحد ذریعہ ہے۔ امت مسلمہ دین اسلام کے بنیادی اصولوں مثلاً" نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' ختم نبوت وغیرہ پر تو متفق ہے اگر اختلاف ہے تو فروعی مسائل میں کسی عبادت کے ثواب کی کمی بیشی میں ہے جو ایک فطری تقاضا ہے۔ لہٰذا سردست امت مسلمہ کے باہمی اتحاد و اتفاق اور پوری ملت اسلامیہ کے انتشار و افتراق سے بچنے کے قرآنی اصول کی یاد دہانی کرانے کی جسارت کروں گا:

قرآن مجید کی آیت **و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا○** کا مطلب ہے "اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھامو" حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **"کتاب اللہ ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض"** یعنی کتاب اللہ (قرآن مجید) اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے (ابن کثیر)

مطلب یہ ہے کہ ہر انسان اللہ رب العزت کے بھیجے ہوئے نظام حیات یعنی قرآن مجید پر مضبوطی سے عامل ہو جائے اور دوسری طرف سب مسلمان باہم مل کر متحد و منظم ہو کر ناقابل تسخیر ہو جائیں۔ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے کہ **"ان الذین امنو وعملو الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا○"** یعنی جو لوگ ایمان لائیں اور

نیک عمل کریں اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں دوستی و محبت پیدا فرمادیتے ہیں۔

جغرافیائی وحدتوں نسبی' اور نسلی وحدتوں سے بالا تر ہو کر پوری مسلم قوم کا اتفاق و اتحاد صرف اور صرف اسلام ہی کی بنیاد پر ہو سکتا ہے' وحدت و اتفاق کیلئے اقوام عالم کے خود ساختہ نظاموں کی راہیں مختلف ہیں لیکن مسلمانوں کو نسلی' نسبی اور جغرافیائی حدود سے بڑھ کر مرکز وحدت "قرآن مجید" پر عمل پیرا ہو کر وقت کے چیلنجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ عصر حاضر میں حالات و واقعات گواہ ہیں کہ اسلام اور اہل اسلام کی عزت و عظمت' رعب و دبدبہ کو مفقود کرنے کیلئے پوری دنیا کی اسلام دشمن قوتیں متحد ہو کر پروپیگنڈہ میں شب و روز مصروف ہیں اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کی کمی کی وجہ سے کرہ ارض اسلام کے نام لیواؤں کے خون سے رنگین کیا جارہا ہے۔ ہر صیہونی قوت کا پنجہ مسلمان پر ہی کیوں پڑتا ہے؟ انتہائی غور و فکر کا مقام ہے! انتہائی تعجب کا مقام ہے کہ یہ وہی امت ہے جسے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل محنت و تربیت کے بعد باہم شیر و شکر بنادیا تھا۔ آپؐ کے صحابہؓ مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے' ان کی زبان و رنگ' نسل سب مختلف تھے لیکن محبوب رب العالمینؐ نے ان سب کو بھائی بھائی بنادیا۔

سلمان فارسیؓ' بلال حبشیؓ' ابو سفیان اموی' عداس نینوائیؓ' ابوذر غفاریؓ' طفیل دوسیؓ' ابو سفیان امویؓ' عدی طائیؓ' ضماد ازدیؓ اور سراقہ حبشیؓ تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) لیکن قربان جایئے! رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت پر کہ "**انما المومنون اخوۃ**" کی عملی تفسیر سمجھادی' عرب کے ساربان زادوں کے اس اتفاق و اتحاد نے وقت کے شہنشاہوں کی گردنیں جھکادیں تھیں۔۔۔

جھکادیں گردنیں فرط ادب سے کجکلاہوں نے
زباں پہ جب عرب کے ساربان زادوں کا نام آیا

آیئے ذرا اپنے آباء کی تاریخ پر نظر ڈالیں جن کے باہمی اتحاد اتفاق' محبت' مودت اور اخوت کے سنہری واقعات زیب قرطاس ہیں:

☆ حضرت ابوجہیم بن حذیفہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں پانی کا ایک مشکیزہ اٹھائے اپنے چچا زاد بھائی کی تلاش میں نکلا ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں نے انہیں قریب المرگ پایا۔ پانی پلانا چاہا اتنے میں قریب سے ایک دوسرے صحابیؓ کے کراہنے کی آواز آئی تو میرے چچا زاد بھائی نے ان کو پہلے پانی پلانے کا اشارہ فرمایا' ان کے پاس پہنچا تو ایک تیسرے صحابی قریب المرگ کے کراہنے کی آواز سنائی دی' دوسرے صحابیؓ نے تیسری کو پہلے پانی پلانے کا اشارہ فرمایا جب میں تیسرے صحابیؓ کے پاس پہنچا تو وہ جام شہادت نوش کرچکے تھے واپس دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہوچکے تھے اسی طرح جب میں اپنے چچا زاد بھائی کے پاس پہنچا تو وہ بھی مرتبہ شہادت سے سرخ رو ہوچکے تھے۔

یہ صحابہ کرامؓ کا اسوہ تھا کہ اپنی جان سے بڑھ کر دوسرے کا خیال رکھتے تھے اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ہے جو حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ کو کسی نے بکرے کی سری ہدیہ دی تو اس نے اپنے دوسرے بھائی (صحابیؓ) کے پاس بھجوادی' دوسرے نے تیسرے کے پاس حتیٰ کہ یہ بکرے کی سری پھرتے پھراتے سات گھروں سے ہوتے ہوئے واپس پہلے صحابیؓ کے پاس پہنچی۔ سبحان اللہ! ایک دوسرے کی بھلائی کا کیسا سچا جذبہ تھا!!!

جب تک مسلمانوں میں اخوت و اتحاد اور اتفاق کا جذبہ کار فرما رہا دنیا کی سپر طاقتیں لرزہ براندام تھیں لیکن آج ایسی قومیں جن کی نسل کے حدود اربعہ کا پتہ نہیں ہوتا ہے وہ مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و رسواء کرنے کے درپے ہیں۔ مسلمان افرادی اعتبار سے ایک ارب سے زائد ہیں' وسائل کے اعتبار سے پیٹرول جیسی قدرتی نعمت سے مالا مال ہیں' مسلم ممالک معدنیات کی قدرتی دولت سے بھی بہرہ ور ہیں' مالی اعتبار سے بھی مسلمان قوم مالدار ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود آخر کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان کمزور سے کمزور تر ہوتا جارہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ امت مسلمہ کی آن بان شان و شوکت' رعب و دبدبہ کی کمزوری کا سب سے بڑا سبب باہمی اتحاد و اتفاق کا نہ ہونا ہے۔

بدر کے میدان میں نہتے تین سو تیرہ نے وقت کی سپر طاقت کو ناک چنے چبوادیے تو اسی طرح زید بن حارثہؓ کی قیادت میں شام کے میدان میں دو لاکھ رومیوں کو شکست فاش دی۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ بظاہر تو کمزور تھے لیکن ان کے اندر ایمانی قوت اور دینی غیرت و حمیت تھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ انہوں نے "اللہ کی رسی" کو مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔

بات کیا تھی کہ نہ روماں سے نہ ایراں سے دبے
چند بے ترتیب اونٹوں کے چرانے والے
ساری خدائی دیکھنے کو نکل آئی
نکلے جو گھر سے محمدؐ کے گھرانے والے

امت مسلمہ جب تک متحد رہی دنیا کی کوئی طاقت ان کو شکست نہ دے سکی مسلمانوں کو جب بھی شکست کا سامنا ہوا باہمی اتحاد اور اتفاق کی کمزوری کی وجہ سے ہوا۔ قرآن مجید نے تو بتلادیا کہ **والا تنازعو فتفشلوا وتذھب ریحکم** (اور آپس میں مت جھگڑو' پس نامراد ہوجائے

صیہونی قوتیں مسلمانوں کو انتشار و افتراق کی کڑی دھوپ میں لانا چاہتی ہیں۔ مسلمانوں کو باہمی اتحاد مضبوط کر کے دشمن کے عزائم خاک میں ملا دینا چاہئیں

گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔)

☆ اندلس میں کیا ہوا؟ اندلس جس کے ساحل پر مشہور اسلامی جرنیل طارق بن زیاد نے کشتیاں جلا ڈالیں تھیں' جہاں آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے انتہائی شان و شوکت سے حکمرانی کی' جہاں کی جامع مسجد قرطبہ آج بھی مسلمانوں کی عظمت رفتہ پر آنسو بہا رہی ہے' جہاں کی نہریں اور باغات' محل اور کوٹھیاں آج بھی اپنے معماروں کو یاد کرتی ہیں وہاں کیسے اور کب زوال آیا؟ جب مسلمانوں کا باہمی اتحاد اور اتفاق کمزور ہوگیا اور جب مسلمانوں نے "اللہ کی رسی" کو چھوڑ دیا۔ اندلس جہاں اذانوں کی آوازیں بلند ہوتی تھیں آج قصر حمراء پر صلیب بلند ہو رہی ہے جب مسلمانوں کا اتحاد اتفاق کمزور ہوا تو آٹھ سو سال تک پورے کروفر کے ساتھ حکومت کرنے والے ہزاروں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ جس اندلس کو طارق بن زیاد نے تھوڑے سے لشکر کے ساتھ اجنبی ہونے کے باوجود فتح کیا تھا' لیکن کثرت اور وسائل کے باوجود اب مسلمان اسے نہ بچا سکے۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ صرف اور صرف اس لئے کہ مسلمانوں نے "اللہ کی رسی" کو چھوڑ دیا تھا۔

☆ بغداد امت مسلمہ کا ایک بڑا علمی مرکز رہا ہے۔ وہاں بڑے بڑے محدثین پیدا ہوئے' علم کلام' علم فقہ' منطق ریاضی' کیمیاء اور طب پر اتنی کتابیں لکھی گئیں کہ کتب خانے بھر گئے' مسلمانوں کی مضبوط حکومت تھی لیکن جب انہوں نے "اللہ کی رسی" کو چھوڑ دیا تو ہلاکو خان کی فوج نے انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ کر خون کی ندیاں بہادیں' فتنہ تاتار وہ فتنہ ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے آج رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ مسلمانوں نے باہمی اتحاد و اتفاق سے روگردانی کی تھی۔ بغداد کی فتح کے بعد ہلاکو خان نے معتصم باللہ کے قتل کا مشورہ کیا تو سب نے یہی مشورہ دیا کہ اسے قتل کردیا جائے لیکن نصیر الدین طوسی اور **علقمی** نے کہا کہ بادشاہ سلامت! آپ اس خلیفہ کے گندے خون سے اپنی تلوار کو ناپاک نہ کریں بلکہ اس کو چمڑے میں لپیٹ کر کچل دیا جائے۔ چنانچہ ہلاکو خان نے اس کام کی ذمہ داری **علقمی** کے سپرد کی جو معتصم باللہ کا وزیر رہ چکا تھا۔ **علقمی** نے معتصم باللہ کو چمڑے میں لپیٹ کر روند ڈالا یہاں تک کہ دم نکل گیا اور پھر لاش زمین پر ڈال کر تاتاریوں کو اس پر اچھلنے کودنے کا حکم دیا گیا۔

علاوہ ازیں بغداد اور اندلس کی طرح سمرقند و بخارا میں بھی یہی کچھ ہوا' ہندوستان میں بھی یہی ہوا کہ مسلمانوں کی ہزاروں سال حکومت قائم رہنے کے بعد میر جعفر اور میر صادق کی منافقت نے بنگال اور دکن میں ٹیپو سلطان اور سراج الدولہ جیسے عظیم مسلم حکمرانوں کو شکست سے دوچار کردیا اور سفید طاغوت ایسٹ انڈیا کمپنی کے بہانے پورے برصغیر پاک و ہند پر قابض ہوگیا۔ اور بہت سے فتنوں کا بیج بویا' جو آج تک مسلمانوں کو انتشار و افتراق میں مبتلا کرنے کیلئے دن رات اکارت کر رہے ہیں تو بہرحال طوسی' **علقمی**' میر جعفر اور میر صادق آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں' جو مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور اہل اسلام کو بین الاقوامی سطح پر بدنام اور دہشت گرد باور کرانے کیلئے دور حاضر کے ہلاکوؤں اور چنگیز خانوں کی سرپرستی میں شب و روز سرگرداں ہیں۔

خدا کیلئے اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرو' اللہ تعالیٰ کی رسی کو (دین اسلام) کو' قرآن و سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ اپنی صفوں میں لباس خضر میں ملبوس رہزنوں' میر جعفر اور میر صادق کی پہچان کرلو' کاش! کہ میں اپنے لہو کے ایک ایک قطرے بلکہ اپنے خون کے ایک ایک سفید اور سرخ جسیمے کو قربان کرکے ملت حجاز کو ایک لڑی میں پرونے کی صلاحیت رکھنے والے ہر ایک فرد کو غفلت کی نیند سے بیدار کرسکوں!!! بقول علامہ اقبالؒ

منفعت ایک ہے اس قوم کی' نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی' دین بھی' ایمان بھی' ایک
حرم پاک بھی' اللہ بھی' قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یا رب العالمین امت مسلمہ کو باہمی اتحاد و اتفاق کی توفیق عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

محمد علی صدیقی.......کوئٹہ

جہاد شہادت اور اُس کا اجر

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا اس حدیث میں اسلام کی بقاء جہاد بتائی گئی ہے اور نبی کریم ﷺ نے خود جہاد میں حصہ لیا اور کفر کو جہنم رسید بھی کیا اور خود بھی زخمی ہوئے ایک جنگ کا واقعہ حدیث مبارک میں آتا ہے اور جنگ بھی کونسی اسلام کی پہلی جنگ کہ ایک آدمی کفار مشرکین مکہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میں جنگ میں آپ ﷺ کو قتل کروں گا آپ ﷺ جواب میں فرماتے ہیں میں ضرور آپ کو قتل کروں گا اور جنگ شروع ہوئی وہ کافر نبی کریم ﷺ کو تلاش کرتا ہوا قریب آیا تو صحابہ کرام نے اس کو روکنے کی کوشش کی آپ نے فرمایا نہیں آنے دو ایک صحابی سے نیزہ لے کر اس کو مارا اس کی گردن پر معمولی سا زخم آیا واپس پلٹا چیختا ہوا اور قسم کھاتا ہوا کہ قسم سے مجھے محمد ﷺ نے قتل کر دیا کفار کے دوسرے سرداروں نے زخم دیکھا کہا عجب آدمی ہو معمولی سا زخم آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں مارا گیا اس نے جواب میں کہا کہ آپ کو معلوم نہیں مجھے اس کی کتنی تکلیف ہو رہی ہے یہ زخم محمد ﷺ کی طرف سے لگا ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ میں آپ کو قتل کروں گا میں اب قتل ہو چکا ہوں کیونکہ مسلمانوں کا نبی جھوٹی بات نہیں کہتا اور کافر اسی زخم سے جہنم رسید ہو گیا اندازہ کیجئے کہ ایک کافر کو نبی کریم ﷺ کی بات پر کتنا یقین تھا اور ایک ہم ہیں کہ آج نبی کی ہر بات مولوی کی بات کہہ کر ٹال دیتے ہیں آیئے اس مضمون میں ہم دیکھیں کہ صحابہ کرام کو جہاد کا کتنا شوق تھا اور جہاد کی جستجو میں سرگرداں رہتے تھے حضرت بشیر بن عبد المنکدر رضی اللہ عنہ شہداء بدر میں سے ہیں غزوہ احد سے قبل عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو خواب میں ملے اور کہنے لگے:

" عبداللہ تم جلدی ہمارے پاس آجاؤ گے

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے تھے میں نے پوچھا کہ تم کہاں ہو کہا جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیرو تفریح کے لئے چلے جاتے ہیں میں نے کہا کیا تم بدر میں شہید نہیں ہو گئے تھے فرمایا ہاں میں شہید ہو گیا تھا لیکن دوبارہ زندگی عطا کی گئی ہے۔ عبداللہ بن عمر کے لئے یہ خواب تعجب کا باعث بنا اور صاحب مجلس کے پاس تشریف لے گئے جس کی مجلس زندگی کی الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھاتی تھی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج رات یہ خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر ارشاد ہو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر واضح ہے اور وہ شہادت ہے۔ لہٰذا تعبیر کے پورا ہونے کا وقت آگیا صبح احد کا معرکہ لگنے والا ہے تو رات کو اپنے بیٹے اور اکلوتے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت کی میرے بیٹے صبح جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوں گے مجھے امید ہے میں ان میں پہلا آدمی ہوں تم یقین رکھو اپنے بعد جن لوگوں کو چھوڑ کر میں اس دنیا سے رخصت ہوں گا نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ تم مجھے پیارے لگتے ہو جو قرض میرے ذمہ ہے تم اس کو ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا اگلے دن حق اور کفر کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کی طرف سے پہلا جو شہید ہوا وہ عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ تھے اسامہ بن اعور بن عبید نے اس عظیم صحابی رسول کو اپنے خنجر سے شہید کیا خواب کی تعبیر جو زبان نبوت سے جاری ہو گئی تھی پوری ہوئی اور خواب میں جس صحابی کے شہید ہونے کی اطلاع دی وہ پوری ہو گئی اور مشرکین کو ان کے قتل پر ہی کیسے چین آسکتا تھا انہوں نے اس عظیم شہید کی لاش کو ناک، کان، کاٹ کر لاش کا مثلہ کر دیا اور جب اس عظیم شہید کی میت نبی کریم ﷺ کے سامنے لائی گئی جس کو رات باپ نے وصیت کی تھی جابر رضی اللہ عنہ وہ بھی آیا بار بار منہ سے کپڑا ہٹا کر شہید والد کو دیکھتا ہے اور زار و قطار روتا ہے نبی کریم ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر ان کے چہرہ سے کپڑا الگ کر دیا ان کی بہن حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی پاس کھڑی تھیں لاش دیکھ کر تڑپ اٹھیں رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کون ہیں عرض کیا کہ عبداللہ کی بہن فاطمہ ہیں آپ ﷺ نے جنازہ اٹھانے کا حکم فرمایا جب جنازہ مدفن کی جانب روانہ ہوا تو اس عظیم صحابی کی بہن فاطمہ جذبات قابو نہ رکھ سکیں صبر کا دامن چھوٹ گیا بے اختیار چیخ ان کے منہ سے نکل گئی فاطمہ جسے بھائی کی محبت یہاں کھینچ لائی تھی رو رہی ہیں اور کائنات کی عظیم شخصیت جن کو رحمت للعالمین کا لقب ملا ہے ان

کو تسلی دی اور بتایا کہ ان کا بھائی کس رتبے پر فائز ہوا ہے اور فرمایا کہ تم کیوں روتی ہو میں محمد ﷺ نے دیکھا کہ ان کا جنازہ رکھا ہے اور اللہ کے فرشتے اس پر اپنے پروں کا سایہ کر رہے ہیں۔" زہے نصیب اور عظیم قسمت

کس قدر عظمت کا حامل ہے فاطمہؓ کا بھائی

اور حضرت جابرؓ کا باپ عظیم شہید ہے جس کے جنازہ پر اللہ کے فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں اور جب تدفین کا وقت آیا تو حضرت عبداللہ بن عمرو اور ان کے بہنوئی عمرو بن جموح کو ایک قبر میں دفن کیا گیا آپ ﷺ نے اکٹھے دفن کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا ان دونوں کو دنیا میں ایک دوسرے سے محبت تھی انہیں ایک ہی قبر میں دفن کرو (زاد المعاد جلد ۳ ص ۲۱۵) اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا کتنا ثمر بار اور نتیجہ خیز ہے کہ ایسا آدمی اپنے عمل کے نفع سے دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوئے وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کو کفنانے اور دفنانے کا انتظام رسول اللہ ﷺ نے خود کیا یہ ان کی شہادت کے مقبول ہونے کی عنداللہ واضح مثال ہے اور اس کی ایک اور کھلی دلیل اس وقت سامنے آئی جنگ احد کو ہوئے ۴۶ سال گزر گئے ایک سیلاب کی وجہ سے ان صحابہ کرام کی قبر مبارک کھل گئی اس طویل عرصہ میں لاش کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہو جاتا جسم مٹی میں مل جاتا ہے نام و نشان باقی نہیں رہتا لیکن جبؓ ان صحابہ کرامؓ کی لاشیں محفوظ تھیں کہ جب سیلاب سے حضرت عبداللہ بن عمرو حرامؓ اور عمرو بن جموحؓ کے جسم بالکل محفوظ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا ہاتھ اپنے ایک زخم پر تھا جب الگ کیا تو ہاتھ ہٹاتے ہی خون جاری ہو گیا۔ لوگوں نے دوبارہ ہاتھ وہاں رکھ دیا تو خون رک گیا ۴۶ سال بعد جسم بھی محفوظ رہے بلکہ شہید کا جب ہاتھ زخم سے الگ کیا گیا خون بہنا شروع ہو جائے خواہ کسی کی عقل تسلیم کرے یا نہ کرے یہ حقیقت ہے اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا:

(ترجمہ) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق کھاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے کہ اس نے حرام اشیاء کے کھانے سے انسانوں کو منع کیا اللہ تعالیٰ کے بندے ان منع کی ہوئی چیزوں کے قریب بھی نہیں جاتے اسی طرح زمین بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اگر اس پر شہید یا انبیاء علیہم السلام یا کسی صالح میت کا جسم کھانا حرام کر دیا گیا ہو تو اس میں کونسی ایسی بات ہے جس کے تسلیم کرنے میں جدید تہذیب اور روشن خیالی کو شرم محسوس ہوتی ہو۔ حضرت جابرؓ کو والد کی شہادت پر طبعاً دکھ تھا ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ جابرؓ کیا ہوا بہت پریشان دکھائی دیتے ہو! عرض کی یارسول اللہ ﷺ والد کی شہادت اور قرض اور اہل و عیال کی ذمہ داری سے پریشان ہوں فرمایا جابر تجھے ایک خوشخبری سناؤں عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ضرور سنائیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے بغیر پردہ کے کلام نہیں کیا لیکن تیرے والد کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور بالمشافہ گفتگو کی اور فرمایا میرے بندے کوئی تمنا ہو تو بتاؤ تمہارے والد نے عرض کی کہ مجھے دوبارہ دنیا میں لوٹا دیجئے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید کر دیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ طے ہو چکا ہے مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں لوٹایا جانا اس شہید عظیم پر اللہ تعالیٰ نے جو کرم کیا حق تو یہ ہے کہ اس کی ایسی عظیم موت پر ہزارہا زندگیاں قربان جس کے جنازہ پر فرشتوں نے اپنے پروں کا سایہ کیا رسالت مآب ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کا حکم فرمایا ہو اس شہادت کے مقبول ہونے کی علامات تک ظاہر کر دی گئی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ گفتگو کا اعزاز بخشا ہو اس کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے موت سے کس کو مفر ہے جو بھی زندہ ہے مرنے کے لئے ہی ہے جس نے زندگی گزاری ہے انجام کار موت سے کیسے بچ سکتا ہے جب کہ قدرت الٰہی کا اٹل اور طے شدہ قانون ہے تو کیوں نہ اچھی سے اچھی موت کا انتخاب کیا جائے اپنا بس جہاں تک چل سکے زندگی اللہ کی اطاعت میں گزارنے کے بعد موت بھی اسی راہ میں مانگی جائے اہل صدق و صفا کی شہادتیں آج بھی راہنمائی کے لئے مینارہ نور ہیں۔ یہ ہمارا ماضی تھا جس سے ہمیں زندگی گزارنے کے ڈھنگ مل رہے ہیں لیکن آج جو ہمارا حال ہے وہ مستقبل کی نسلوں کا ماضی ہوگا ہم آنے والی نسلوں کے لئے ایک درخشندہ ماضی تب ہی فراہم کر سکتے ہیں جب ہم صدق دل سے اس قرآنی حکم پر عمل پیرا ہو کر واضح طور پر کہہ دیں گے:

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری ساری زندگی کی عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت سب جہانوں کے پالنہار اللہ ہی کے لئے ہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں مسلموں میں سب سے پہلا ہوں۔

اللہ کے حضور جانوں کا نذرانہ:

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور حضرت سعد بن ربیع کو آپس میں بھائی بنا دیا اور حضرت سعد بن ربیع وہ عظیم صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر جب آپؐ مکہ میں تھے بیعت کی جس بیعت کا نام بیعت عقبی ثانیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور نبی آخر الزمان کے

اپنے اپنے قبیلے خزرج کا نقیب قرار دیا تھا۔ حضرت سعد بن ربیع نے اسلامی اخوت کا خوب اچھے انداز میں مظاہرہ کیا کہ اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو ہر اپنی چیز میں حصہ دار بنایا اپنا مال متاع تمام اشیاء آدھی آدھی کر کے اپنے اسلامی بھائی کو پیش کردیں اور اپنی دونوں گھر والیوں کو بھی بلایا اور اپنے مہاجر بھائی سے کہا ان میں سے جسے آپ پسند فرمادیں میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کرلیں اس کو کہتے ہیں سخاوت جس کا اسلام بھی متقاضی ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن ربیع کو عطا فرمائی تھی۔ یہی حضرت سعد بن ربیع غزوہ احد میں حاضر تھے نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو شخص تمام دنیوی چیزوں کو اللہ کی راہ میں قربان کرسکتا تھا بھلا وہ اپنی زندگی مالک حقیقی کی راہ میں قربان کرنے سے کیسے دریغ کرسکتا تھا جب غزوہ احد ہوا میدان کارزار گرم تھا نہایت جانبازی سے لڑے اور جب جنگ ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ سعد بن ربیع کو تلاش کرکے لاؤ وہ کہاں ہیں اور اگر مل جائیں تو سعد کو میرا سلام کہنا واہ اے عظیم صحابی تیری قسمت پر ناز کروں کہ حبیب کبریاؐ نے سلام پیش کیا آپؐ نے حال دریافت کیا' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شہداء اور مرحومین میں تلاش کیا گیا دیکھا پھر نام لے کر صدا دی لیکن اس وقت شہر خموشاں میں سناٹا چھایا ہوا تھا کوئی جواب نہ ملا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دوبارہ نام لے کر سعد بن ربیع کو آواز دی اور ساتھ یہ کہا کہ نبی مکرم ﷺ نے آپ کی طرف سلام بھیجا ہے تو ہلکی سی ایک آواز ایک طرف سے آئی قاصد پیغمبر آخرالزمانؐ دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے تو اس عظیم صحابی سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ابھی زندگی کے کچھ سانس باقی تھے اور جسم مبارک پر تیر تلواروں اور نیزوں کے لاتعداد زخم لگے ہوئے تھے پیامبر رسول اللہ نے حضور اقدس ﷺ کا سلام پیش کیا حضرت سعد بن ربیع دم تو اللہ کے سپرد کرہی رہے تھے زبان مبارک میں لڑکھڑاہٹ آہی چکی تھی تو آخری الفاظ یہ تھے تم پر بھی سلام ہو اور رسول اللہ ﷺ پر بھی سلام ہو اور میرا تو یہ حال ہے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کردینا کہ اس وقت جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے کہہ دینا ہم نے لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ ﷺ پر جان قربان کردینے کا وعدہ کیا تھا اگر آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی اور تم میں سے کوئی زندہ بچ گیا تو یاد رکھو اللہ رب العزت کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوگے اور میرے پیارے نبی مکرمؐ سے عرض کرنا کہ اس وقت میں اللہ کے حضور جان کا نذرانہ پیش کررہا ہوں میرا سلام بھی کہنا اور یہ بھی عرض کردینا کہ سعد کہتا ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کا راستہ بتلایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اور تمام امت کی طرف سے بہترین جزاء سے نوازے حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں اس جگہ ابھی موجود تھا کہ حضرت سعدؓ اللہ کو پیارے ہوگئے اور بیعت عقبہ ثانیہ میں وعدہ کرنے والا ایفائے عہد کرکے وفا کی تمام منزلیں طے کرگیا جب نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی تو فرمایا کہ اللہ سعد پر رحم فرمائے زندگی و موت دونوں حالتوں میں اللہ اور اس کے رسول کا وفادار اور خیرخواہ رہا ہمیں غور کرنا چاہئے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جو عہد رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا مرتے دم تک کس طرح اس پر قائم رہا اور جان پر کھیل گیا لیکن قول اور فعل میں فرق نہیں آنے دیا اور ادھر ہم ہیں کہ کلمہ طیبہ کا شب و روز ورد کرتے ہیں اور بار بار عہد کرتے ہیں کہ زندگی اور موت دین کے مطابق بسر کریں گے لیکن اپنے عہد کو پورا نہیں کرتے جب شہداء کو دفن کرنے کا وقت آیا نبی کریم ﷺ نے دفن کے وقت ایک ایک قبر میں دو دو آدمی دفنانے کا حکم دیا جب حضرت سعد کی باری آئی تو انہیں ان کے چچا خارجہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ساتھ قبر میں لٹایا گیا جس طرح دنیا میں اکٹھے رہتے تھے تو آخرت میں بھی اکٹھے ہی رہے ایک دفعہ حضرت سعد بن ربیع کی بیٹی امیر المومنین خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئیں تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے ادب میں کھڑے ہوگئے اور اپنی چادر ان کے لئے بچھائی اور انتہائی اعزاز و اکرام فرمایا جب تشریف لے گئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ کون خاتون تھیں جن کا آپ نے اتنا احترام کیا تو جواب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو اس شخص کی بیٹی جو مجھ سے اور تم سے (عمر) بہتر تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون؟ وہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ کے وقت جو اپنے قبیلہ خزرج کے نقیب بنائے گئے غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور بہادری کے جوہر دکھا کر غازی بنے اور غزوہ احد میں شہادت نصیب ہوئی قارئین آپ نے دیکھا خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ایک مجاہد سعد بن ربیع کی بیٹی ام سعید کی کیسی عزت کی کیا ہم مجاہدین کی بیٹیوں کی اسی طرح عزت اعزاز و اکرام کرتے ہیں۔

مجاہد کی قسم : عمل ذکران عصیہ بنی لحیان اور بنو عامر چند قبائل کے نام تھے جن کا سردار عامر بن طفیل تھا نبی مکرم ﷺ نے اس کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور اس خط کو عامر بن طفیل کے پاس پہنچانے کا انتخاب تین حضرات کا کیا:

- حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ
- حضرت کعب بن زید رضی اللہ عنہ
- حضرت منذر بن محمد رضی اللہ عنہ

یہ تینوں جانثار صحابہ حضور اقدس کا گرامی نامہ لے کر روانہ ہوئے تو حضرت حرام بن ملحان کو امیر سفر منتخب کیا حضرت حرام رضی اللہ عنہ عامر بن طفیل کے مزاج سے واقف تھے جب آبادی کے پاس پہنچے تو اپنے دونوں ساتھیوں کعب بن زید اور منذر بن محمد سے کہنے لگے تم لوگ یہاں ٹھہرو میں اکیلا عامر بن طفیل کے پاس جاتا ہوں اگر اس نے کوئی شرارت کی تو وہ مجھ تک ہی محدود رہے گی اور تم اس کی شرارت سے محفوظ رہو گے اور مدینہ منورہ جاکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شرارت کی اطلاع کردینا اس خدشے کے پیش نظر حضرت حرام رضی اللہ عنہ اکیلے ہی تشریف لے گئے اور عامر بن طفیل کو مکتوب نبی پیش کیا اور کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں بیان کرنا شروع کیا عامر بن طفیل بدبخت آپؓ کے گرامی نامہ کو کیا پڑھتا ایک آدمی کو اشارہ کیا اس نے صحابی رسولؐ کو نیزہ اس شدت سے مارا کہ وہ کمر میں سے داخل ہو کر پیٹ کے باہر نکل آیا اور خون فوارے کی شکل میں ابلنے لگا نبی کرمؐ کا یہ قاصد بری طرح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور پہلا جملہ جو زبان سے ادا کیا وہ یہ تھا "رب پروردگار کی قسم میں کامیاب ہو گیا" ہم ذرا خیال کریں اس شہید صحابی کے جملوں پر کہ اس شہادت پر ان کی خوشی اور شادمانی کا کیا حال تھا اس کی تصویر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یوں کھینچی فرماتے ہیں کہ جب خون فوارے کی طرح ابلنے لگا تو ہاتھ کو خون میں ڈبو کر اس کا چھینٹا اپنے منہ پر مارا پھر سر پر خون کا چھینٹا مارا اور کہنے لگے رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا' صحیح مسلم حدیث کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت کثرت سے کیا کرتے تھے اور رات کے وقت اس کا درس بھی دیتے تھے اسی وجہ سے ان کا لقب قاری پڑ گیا تھا۔

دیکھا یہ قاری مجاہد فی سبیل اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معتمد نامہ بر کس چیز پر خوش ہو رہا ہے اور اسے کامیابی کہاں نظر آرہی ہے قسم اٹھا رہا ہے رب کعبہ کی کہ شہادت کامیابی ہے ہمیں مجاہد کی قسم کا یقین کیوں نہیں آتا؟ ہمارا حال یہ ہے کہ آج جو لوگ دین کی خاطر جہاد میں مصروف ہیں یہودی' عیسائی' قادیانی تو ان کو دہشت گرد کہتے ہیں اس لئے کہ ان تینوں کو اپنا انجام برا نظر آرہا ہے آج کا بھولا بھالا مسلمان بھی دیکھا دیکھی میں ان مجاہدوں کو دہشت گرد کہہ کر اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کر رہا ہے عجیب بات ہے کہ آج کا مسلمان دیکھا دیکھی میں یہود اور عیسائیت کی پیروی تو کرتا ہے لیکن اسلام سے روگردانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو توفیق نصیب فرمادے (آمین) ○

نعت مصطفیٰؐ

(عابد جلال آبادی)

نرالی شان سے دنیا میں ختم المرسلینؐ آئے
وہ تکمیل رسالت کو امام العالمینؐ آئے

یہ محبوب خدا کے حسن کا پرتو ہے دنیا میں
انہیں کے حسن کا صدقہ لئے سب ماہ جبین آئے

ہوا ہے اور نہ ہوگا حشر تک ان سا زمانے میں
نہیں ہمسر ہے آقا کا کوئی کتنا حسین آئے

تنازعہ جب ہوا تھا سنگ اسود کے لگانے کا
تو منصف بن کے کعبے میں وہ صادق اور امین آئے

سیہ کاروں کی بخشش کا بھی پیدا ہوگیا ساماں
شفاعت کے لئے ان کے شفیع المذنبین آئے

وہ کیا تھی شان سلطانی میرے آقائے مدنیؐ کی
کہ ان کے در کی دربانی کو بھی روح الامین آئے

وہ فیضان نظر تھا آپؐ کا اپنے صحابہؓ پر
قیادت کے لئے دنیا کی وہ صحراء نشین آئے

تھیں عابد کفر و ظلمت کی گھٹائیں ہر طرف چھائیں
خوشا قسمت جہاں میں رحمت للعالمینؐ آئے

گلشن میں بھی ہوں نالہ صحراء لئے ہوئے

حکیم محمد اختر مدظلہ

ہر شعر مراغم ہے تمہارا لئے ہوئے
اور درد محبت کا اشارا لئے ہوئے

ارض و سماء سے غم جو اٹھایا نہ جاسکا
وہ غم تمہارا دل ہے ہمارا لئے ہوئے

کیا عشق کا یہ دوستو اعجاز نہیں ہے
گلشن میں بھی ہوں نالہ صحراء لئے ہوئے

ایذائے خلق نے کیا خالق سے بھی قریب
فریاد کا ہر لمحہ سہارا لئے ہوئے

صدقے تمہاری شان کرم کے وہ تلاطم
جیسے کہ تھا سکون کنارا لئے ہوئے

یہ دل ہے ان کے درد کا مارا اے دوستو!
سینے میں محبت کا منارا لئے ہوئے

عارف کا ہر سکوت بھی ہے درس محبت
اور ان کی تجلی کا نظارا لئے ہوئے

اختر زمیں پہ اس طرح رہنے کی فکر کر
اپنے خدا کے غم کو خدارا لئے ہوئے

O

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

ختم نبوت کانفرنس

سولہویں سالانہ

دو روزہ

۲، ۳ اکتوبر ۹۷ء جمعرات، جمعہ
۲۹-۳۰ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ

مسلم کالونی ربوہ
صدیق آباد

زیر سرپرستی:

مخدوم المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علماء، مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائیں گے

کانفرنس میں بعد عصر تا مغرب فتنۂ قادیانیت کے متعلق سوال و جواب کی محفل منعقد ہوگی جس میں ہر شخص کو تحریری سوال کرنے کی اجازت ہوگی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ جواب دیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

فون: ملتان: ۵۱۴۱۲۲
کراچی: ۷۷۸۰۳۳۷